ابتدائی اسکولوں میں اُردو پڑھانے کے طریقہ پر منفرد کتاب

اُردو کیسے پڑھائیں

سلیم عبداللہ

ایجوکیشنل بک ہاؤس ○ علی گڑھ

اردو کیسے پڑھائیں

سلیم عبداللہ

ایجوکیشنل بک ہاؤس ☆ علی گڑھ

ایڈیشن ——————— ۱۹۹۶ء
قیمت ——————— ۲۰/۰۰

کتابت : ریاض احمد، الہ آباد
مطبع :

ایجوکیشنل بک ہاؤس
مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱

فہرست مضامین

۱۔ فصل اوّل ۔ دورِ جدید اور فنِ تعلیم	۵
۲۔ فصل دوم ۔ تعلیم کے وسائل اور مدرس کے اوصاف	۱۰
۳۔ فصل سوم ۔ تعلیمی کلیات کی تشریح	۱۴
۴۔ فصل چہارم ۔ اردو رسم الخط	۲۱
۵۔ فصل پنجم ۔ مبتدیوں کو پڑھنا سکھانے کے طریقے	۲۵
۶۔ فصل ششم ۔ ہمارا تدریسی طریقہ	۳۱
۷۔ فصل ہفتم ۔ پڑھائی سکھانے کا سامان	۳۴
۸۔ فصل ہشتم ۔ مبتدیوں کو پڑھائی سکھانے کا پہلا دن (تدریسی اشارات نمبر ۱)	۳۸
۹۔ فصل نہم ۔ تدریسی اشارات نمبر ۲	۴۴
۱۰۔ فصل دہم ۔ چھوٹے حروف کی تدریس	۵۵
۱۱۔ فصل یازدہم ۔ اعراب و حروفِ علت	۵۹
۱۲۔ فصل دوازدہم ۔ تدریسی اشارات	
جماعت اوّل ۔ پہلی کتاب کا دوسرا سبق	۶۴

۱۳۔ فصل سیزدہم ۔ درسی کتاب پڑھانے پر اشارات
(جماعت دوم وسوم) ۷۲
۱۴۔ فصل چہاردہم ۔ تدریس اسباق (چہارم وپنجم) ۷۸
تدریس نظم کا طریقہ ۸۳
۱۵۔ فصل پانزدہم ۔ لکھائی سکھانے کا طریقہ ۸۸
نقل نویسی ۹۰
املا ۹۳
۱۶۔ فصل شانزدہم ۔ مضمون گوئی اور مضمون نگاری ۹۷
زبانی مضمون کی تعلیم ۹۹
مکالمہ ۱۰۱
۱۷۔ فصل ہفدہم ۔ مضمون نگاری ۱۱۰
مضمون نگاری کی تقسیم ۱۱۱
مضمون کے عناصر ۱۱۸
تحریر اور اساس کی باقاعدگی ۱۱۸
نفس مضمون ۱۲۳
زبان وبیان ۱۲۶
تصویری مضمون ۱۳۳
خط نویسی ۱۳۹

فصل اوّل

دورِ جدید اور فنِ تعلیم

یہ انسان کے ذہنی ارتقار کا دور ہے۔ انسان کے علم و تمدّن کی تاریخ پر نظر کیجیے۔ اس کے دور بدور مدارج ارتقار کا ایک غیر مختتم سلسلہ دکھائی دے گا۔ بے شک عہد قدیم کے چین، ہندوستان، روما اور یونان کا علم و تمدّن انسانی تہذیب کے روشن ابواب ہیں۔ مگر موجودہ زمانے کے اختراعات اور قدرت کے بعض اسرار کے انکشافات کے مقابلہ میں ان کی کیا حقیقت ہے! پرانے بزرگوں نے جن چیزوں کو معمولی اور ناقابل توجہ سمجھ کر چھوڑ دیا تھا آج وہی چیزیں قدرت کی حیرت انگیز مظاہر بنی ہوئی ہیں۔ جن تمدّنی ضروریات کی تحصیل کل ہفت خواں طے کرنے کے برابر تھی آج وہ گھر بیٹھے ہی حاصل ہو جاتی ہیں۔

آج کوئی پیشہ خواہ وہ تجارت ہو یا زراعت کسی صنعت سے متعلق ہو یا حرفت سے کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ تمدّنِ جدید کے تقاضوں کے مطابق نہ ہو۔

دوسرے فنون سے قطع نظر فن تعلیم ہی کو لے لیجئے۔ اس کی تاریخ

ارتقا درحقیقت تہذیب و تمدن کی تاریخ ہے۔ انسان کا ذہنی نشوونما اس کی علمی و فنی ترقی کا تدریجی دور فن تعلیم ہی کے تجدد کے مرہون منت ہیں۔ قوموں کا عروج وزوال، رفعت وسقوط قوم کی اجتماعی تعلیمی نوعیت کے نتائج ہیں۔

جب قوم کی اصلاح وتہذیب کا مدار فن تعلیم ٹھہرا تو اولین ضرورت اس امر کی ہے کہ قوم اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کو ایک مرکزی اور بنیادی ضرورت سمجھے۔ ان کی صحت وبقا کو ملک کی صحت وبقا تصور کرے۔ اسی نکتہ کے مدنظر علامہ اقبال فرما گئے ہیں:

قوم را سرمایہ اے صاحب نظر نیست از نقد و قماش وسیم وزر

مال او فرزند ہای تندرست تر دماغ وسخت کوش وچاق وچست

(یعنی اے عاقل قوم کا بہترین سرمایہ سونا، چاندی اور مال واسباب نہیں۔ اس کی دولت اس کے تندرست، ذہین، جفا کش اور چست و چاق بچے ہیں۔)

ظاہر ہے جس قوم کے بچے تندرست، ذہین اور چستی سے کام کرنے والے ہوں، وہی قوم صالح ہے، اور صالح قوم پر ہی اللہ کا انعام ہوتا ہے اور زمین کی وراثت وسلطنت صالح قوم ہی کے لئے مخصوص ہے۔

جب قوم اجتماعی حیثیت سے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کی اہمیت کو سمجھنے لگے گی۔ تب اس کو ان بہترین وسائل واسباب کی تلاش ہوگی، جو اس مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہیں۔ اس وقت وہ پوری احتیاط اور

غور و فکر سے تعلیم و تربیت کے وسائل و اسباب مہیا کرے گی اور مدرسین کی حقیقی قدر و منزلت کی طرف توجہ کرے گی۔ ایسا کب ہوگا؟ اس کا جواب سر دست اطمینان بخش نہیں دیا جا سکتا کیوں کہ موجودہ حالات حوصلہ آزما ہیں۔ ہماری قوم کے روشن افراد میں بھی بہت ہی کم افراد ہیں جو قومی تعلیم و تربیت کی حقیقی اہمیت اور نازک ذمہ داری کا احساس رکھتے ہوں۔ پھر مدرسین بھی (باستثنائے بعض) ایسے نہیں جو زمانے کی ضرورت کے مطابق بچوں کو پروان چڑھانے میں قومی دل سوزی کے ساتھ امنگ بھرے دل سے کام کریں اور فنِ تعلیم میں نئے تجربات کے ذریعے آسان اور دلنشین طریقے نکالیں۔ وہ جو کچھ کرتے ہیں اس کا حاصل لے دے کے صرف یہ ہے کہ جو کچھ انھوں نے ایک محدود وقت اور محدود دائرے میں سیکھا اور پڑھا ہے اس کو بجنسہٖ ایک کڑوی دوا کی طرح بچوں کے حلق سے اتار دیں۔

اگر قوم کا سکون و جمود، افراد کے دل و دماغ کی تاریکی، بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت اور مدرسین کی وقعت کو اجاگر نہیں ہونے دیتی تو مدرسین کا فرض تھا کہ نئی نسل کی تعلیم کچھ ایسے انداز میں کرتے کہ آگے چند سال میں یہ قوم بن کر حساس اور فرض شناس ہو جاتے۔ امریکہ، برطانیہ، جرمنی، جاپان وغیرہ ممالک کی ترقیاں ان کے با اصول اور موثر تعلیم و تربیت کے نتائج ہیں۔ اور وہاں کے مدرسین اور استانیوں کی شبانہ روز قومی جذبہ سے سرشار ہو کر محنت کرنے کے ثمرات ہیں۔

ہماری ذہنیت اب اس قدر پست ہوگئی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کی طرح فنِ تعلیم میں تحقیق و تجربے اور اختراع نہیں تو اس امر میں ترقی یافتہ قوموں کی نقل کرنے کے بھی حریص نہیں۔ تمدنی اعتبار سے ایک مدرس پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ہم بالعموم ان سے ناآشنا ہیں۔ مذہب نے بھی مدرس اور معلم کا مرتبہ بتا کر اس کی ہستی کی منزلت کا اعتراف کیا ہے۔ ہم تمدن کے بندھنوں میں بندھے ہوں یا کسی مذہب کے پابند، دونوں صورتوں میں بازپرس سے نہیں بچ سکتے۔ روزی کمانے کے لئے پیشوں کی کمی نہیں۔ جب ہم نے متعدد پیشوں کے مقابلے میں فنِ تعلیم کا انتخاب کیا ہے تو ہم کو اس کے لوازم اور اس کی نازک ذمہ داریوں کا احساس ہونا چاہئے۔ تنخواہ کی کمی حوصلہ و ہمت پر اثر انداز نہ ہونی چاہئے۔ کسی معاوضے اور انعام کی تمنا بھی نہ ہو۔ جو عمل اور جو محنت ہمارے اعضاء اور قویٰ سے قوم کو بنانے اور سنوارنے میں صرف ہو وہی ہمارا بہترین معاوضہ اور انعام ہے۔ مسلمان معلم اگر زندہ دل ہے تو یہ کہتا ہے کہ "میں نے جو کچھ قومی کام کیا وہ قوم پر احسان نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر احسان ہے کہ اس نے مجھے کام کی توفیق و قوت بخشی۔"

پس زندہ قوم کے ایک مدرس کی طرح ہمارا یہ شیوہ ہونا چاہئے کہ ہم فنِ تعلیم میں امنگ بھرے دل سے کام کریں اور عمل و تجربے سے ضرورتِ وقت کے مطابق کچھ ایسی آسان راہیں تلاش کریں جن سے کم سے کم وقت میں اور سہولت کے ساتھ بچے منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں۔

"حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے"۔ حدیث پاک کا یہ بے بہا ٹکڑا تحصیل علم و حکمت کا اساسی اصول ہے۔ جب تک اس پر عمل رہے گا ترقی کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔ جوں ہی ہدایت کا یہ سررشتہ چھوٹا ہم ترقی کرنے اور آگے بڑھنے سے رک جائیں گے۔

ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنے عمل و تجربے کے نتائج دوسروں کے سامنے رکھیں اور دوسروں کے عمل و نتائج پر غور کریں۔ دونوں کی روشنی میں منزلِ مقصود کا سراغ لگائیں۔ صرف نقل اور اندھی تقلید ہمارا شیوہ نہ ہو۔ ہر مضمون کی تعلیم کے مقاصد زیرِ نظر رہیں۔ ان کی تحصیل و تکمیل کے لئے موثر ذرائع و وسائل اختیار کریں۔

زیرِ نظر کتاب اردو زبان اور اس سے متعلقہ مضامین پڑھانے اور سکھانے کے طریقے پر بصورتِ اشارات پیش کی جاتی ہے۔ یہ اشارات تعلیمی تجربئے کی روشنی میں مرتب کیئے گئے ہیں تاہم یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہی طریقہ قطعی، آخری اور آسان ترین ہے۔ بہت ممکن ہے کہ آپ کا تجربہ اس سے بہتر اور آسان شاہراہ دکھا دے۔ جس کے لئے ہماری نظر مشتاقانہ منتظر رہے گی۔

فصل دوم

تعلیم کے وسائل اور مدرّس کے اوصاف

تعلیم کے دو اہم مسائل

پڑھنا اور لکھنا دونوں فنی و صنعتی چیزیں ہیں۔ اور ہر صنعتی چیز وسائل و آلات کی محتاج ہے۔ یہ چیزیں اپنی نوعیت اور کیفیت میں جس درجے کی ہوں گی اسی درجہ کی چیز تیار ہوگی۔ مصوری اور سنگ تراشی کے لئے اہل فن اور متعلق آلات جیسے ہوں گے ویسی ہی تصویر و تجسیم ہوگی۔ اسی طرح فنِ تعلیم میں بھی بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جتنے وسائل کی ضرورت ہے ان کو مجملاً دو اہم شقوں میں بیان کیا جا سکتا ہے:

۱۔ قابل مدرّس

۲۔ تعلیم کو ذہن نشین بنانے کے لئے مختلف دلکش سامان۔

ان دونوں میں سے اگر کوئی ایک چیز اپنی کیفیت کے اعتبار سے جس قدر ناقص ہوگی اسی قدر تعلیم میں نقص ہوگا۔ قابل مدرس سے ہماری مراد ایک ایسا مدرس ہے جو معلومات، فنِ تعلیم اور اخلاق کے اعتبار سے ایک معمولی تعلیم یافتہ آدمی سے اونچے درجے کا ہو۔ چوں کہ ابتدائی مدارس کے نیچے قومی

عمارت کے بنیادی مسالے ہیں اس لیے ان کے معمار میں مندرجہ ذیل اوصاف کا ہونا ازبس ضروری ہے :-

۱۔ مدرس کو بچوں سے قریب قریب ویسی ہی محبت ہو، جیسی ماں کو اپنے بچوں سے ہوتی ہے۔ جب تک یہ چیز نہ ہو بچوں میں خوف ہوگا۔ اور وہ آزادی سے نہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں گے اور نہ کھلے طور پر فطری حرکات کا ان سے ظہور ہوگا۔ اور یہ دونوں چیزیں تعلیم میں خاص اہمیت رکھتی ہیں۔

میں نے ایک مدرس کو دیکھا ہے جو متواتر ۳۲ سال پہلی جماعت کو پڑھاتا رہا۔ وہ بچوں کے منھ دھلاتا، ان کے ناخن تراشتا، انھیں پانی پلاتا۔ کبھی کسی بچے کو لے کر اس سے میٹھی میٹھی باتیں کرتا۔ بچوں کے ساتھ مل کر کھیلتا ان کے ساتھ لکھتا تصویریں بناتا، دستکاری کے کام کرتا۔ نیا نیا بچہ ایک ہی دن میں اس مدرس سے مانوس ہو جاتا۔ یہ مدرس علمی لیاقت میں ممتاز درجے کا نہیں تھا۔ اور تحریری و تقریری قابلیت بھی غنیمت ہی حد تک تھی۔ مگر پہلی جماعت کے بچوں کی تعلیم و تربیت میں اسے ایسا ملکہ حاصل تھا کہ اور کسی مدرس میں میں نے نہیں دیکھا۔

۲۔ مدرس بچوں کی نفسیات سے کچھ واقف ہو۔ کم از کم اتنا جانتا ہو کہ بچوں کے طبعی خواص کیا ہوتے ہیں۔ جیسے، کھیل، نقل بازی، ہر چیز کی ماہیت و اسباب کے متعلق راز جوئی یہی چند بڑے بڑے خواص ہیں جن سے تعلیم میں بڑے بڑے کام لیے جا سکتے ہیں۔

پھر مدرس یہ بھی جانتا ہو کہ گوناگوں خواہشات، جذبات اور خیالات کی تحریک کیسے ہوتی ہے۔ کس وقت کس جذبہ کی تحریک ہوتی ہے۔ اور اس سے کون سا مفید کام لیا جاسکتا ہے۔

۳۔ مدرس میں تحمل اور برداشت کی قوت ہو۔ بچوں کی شرارت ان کے انتشار خیالی اور ان کی دیر فہمی سے بددل نہ ہو۔

۴۔ قدرتی اشیاء میں غور و فکر کرنے کا اور نئے نئے عمل و تجربے کا شائق ہو۔

۵۔ نئی کتابوں، رسالوں اور طریقۂ تعلیم سے متعلق دوسروں کے تجربات پر لکھے ہوئے مضامین پڑھنے کا شوق رکھتا ہو۔ ان سے مفید مطلب باتیں اخذ کرکے اپنی یادداشت میں لکھتا رہے اور وقت ضرورت ان سے مدد لے۔

۶۔ مظاہر قدرت، مصنوعات اور مشہور آدمیوں، ایجادوں اور عجیب چیزوں کی تصویریں جمع کرتا رہے تاکہ وقت ضرورت تعلیم میں یہ چیزیں اسے مدد دے سکیں۔

۷۔ ہنس مکھ ہو کہ جماعت میں جاتے ہی جہاں اس نے ایک دو باتیں کیں سب بچے ہنسنے لگے۔ اور بچے جب گھر جائیں تو خوش خوش جائیں اور دوسرے دن ان کو انتظار رہے کہ مدرسہ کھلنے میں ابھی کتنا وقت ہے۔

۸۔ چھوٹی چھوٹی دلچسپ کہانیاں اور لطیفے اسے یاد ہوں۔ سیر و تفریح اور کھیل کود میں بچوں کا رہنما بن سکے۔

۹۔ بچوں کے ساتھ مل جل کر کام کرنے والا ہو نہ کہ کرسی پر بیٹھ کر حکم دینے والا۔

۱۰۔ زبان صحیح ہو، لہجہ نرم اور محبت آمیز ہو، تحکمانہ نہ ہو۔

۱۱۔ کبھی کبھی کسی بری حرکت پر نفرت و ناراضگی کا اظہار نرم و شائستہ طریقے سے کر سکتا ہو۔ مثلاً: "آج ہم تم سے کہانی نہیں سنیں گے!"

۱۲۔ درس و تدریس کا کام نوکری سمجھ کر نہ کرتا ہو۔ بلکہ اسے اپنی زندگی کا ایک فریضہ تصور کرتا ہو۔ اور بچوں کے ساتھ کام کرنے میں اسے فرحت و مسرت ہو۔

فصلِ سوم

تعلیمی کلّیات کی تشریح

گزشتہ فصل میں ہم نے مدرّس کے اوصاف کے سلسلے میں مختصراً یہ کہا ہے کہ بچوں کی نفسیات کا کچھ علم رکھتا ہو۔ اس سے ہمارا مقصود یہ نہیں کہ کتابی نفسیات اور علمائے نفسیات کے نظریے اور مسائل از بر ہوں۔ ہم نے بعض ان ٹرینڈ مدرسین کو دیکھا ہے جو "نفسیات" کے معنی سے ناآشنا تھے مگر بچوں کی تعلیم و تربیت میں وہ اپنے اعمال و طریقے کی ترتیب ایسی رکھتے تھے کہ اگر ماہر فن اور عالم نفسیات مشاہدہ کرتا تو اس کی تحلیل سے اپنے نظریے اور مسائل کی تصدیق و اثبات میں مدد لیتا تو کیا ایسے مدرسین کو ماہر نفسیات نہیں کہا جائے گا۔

بچوں کی نفسیات نظری چیز نہیں بلکہ فی الاصل تجربی ہے۔ نظریات کے الجھاؤ سے دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور ہاتھ پلے کچھ نہیں پڑتا۔ اسی لیے ہم اس جگہ ایسے نظریہ کی تشریح سے احتراز کرتے ہیں مگر بعض ایسے اشارے ناگزیر ہیں جن سے مدرسین اپنے طریقہ تعلیم اور تجربے میں مدد لے سکیں۔

بچوں کی نفسیات قدرتِ خداوندی کا ایک راز ہے۔ انسان کا بچہ ایک عجیب مخلوق ہے۔ یہ نباتات کی طرح قوتِ نامیہ بھی رکھتا ہے اور مویشیوں کی طرح جسمانی خواہشات بھی۔ درندوں کی طرح حملہ آوری کی صلاحیت بھی رکھتا ہے اور فرشتوں کی طرح آسمان کی اونچائی پر پہنچنے کا شوق بھی رکھتا ہے:۔

آدمی زادہ طرفہ معجون است از فرشتہ سرشتہ و ز حیواں
گر کند میل ایں شود کم زیں ور کند میل آں شود بہ زاں

علمی ترقی کے اس دور میں بھی نفسیات کے کئی مسائل علمائے نفسیات کے درمیان متحقق نہیں۔ دماغ اور اعصاب کے مقامات، ان کے وظائف و خصوصیات کی قرار واقعی تشریح و تفصیل اب تک نہیں ہوئی۔ جو کچھ ہے اجماع و اتفاق ہے یعنی ہم ان نظری و تجربی مسائل کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں جن پر ماہرینِ نفسیات کا اتفاق ہے۔ مگر یہ لوگ اپنے تجربے اور اس کے تشریحی الفاظ کی گتھیوں میں ہمیں الجھا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ ان سے ہمیں نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ ملک کی آب ہوا، غذا، قومی مزاج، معاشرہ کا طرزِ زندگی وغیرہ کے اختلافات سے بھی نفسِ انسانی میں اختلاف ممکن ہے۔

صاف بات یہ ہے کہ جس چیز کا تعلق مشاہدہ و عمل سے ہے اس کے لئے منہ کے ہوائی الفاظ اور کتاب کی بے جان سطریں پوری طرح کار آمد نہیں ہو سکتیں۔ میں تو نفسیات کے بھاری پشتارہ کی صرف اس قدر عزت کرتا ہوں کہ یہ انگلی کے اشارے ہیں۔ ہاتھ پکڑنے والے خضر نہیں۔

مثال کے لئے دیکھو متقدمین کا نظریہ یہ تھا کہ قدرت نے انسان کو پانچ ظاہری حواس عطا فرمائے ہیں۔ ملٹن نے ان کو علم کے پانچ دروازے کہا ہے مگر دورِ حاضر کے عالموں کی رائے میں ان کی تعداد پچاس تک پہنچتی ہے۔ اور اجماع سات پر ہے۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ حواس خمسہ ظاہری کے علاوہ دو اور حواس ہیں :

(۱) عضوی احساس،

(۲) عضلاتی احساس،

انسان کی سب قوتوں کا مبدأ و منتہا دماغ ہے۔ جوہرِ دماغ کی ساخت اللہ تعالیٰ نے ایسی رکھی ہے جیسے ایک تار یا ٹیلی فون کا مرکزی دفتر ہو، جہاں سے کئی مقامات کو شاخیں نکلی ہوں۔ ہر شاخ میں وقت پر برقی رو جاتی ہے۔ اور ہر شاخ کے ذریعے برقی رو مرکز میں آتی ہے۔ یہ آمد و رفت کا سلسلہ موقع و محل پر ہمیشہ جاری و ساری رہتا ہے۔

ظاہری حواس خمسہ کے مراکز منفرداً جوہرِ دماغ میں ہیں۔ آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے اس کی راہ سے اس چیز کا تاثر اس خاص مرکز میں پہنچتا ہے جو قوتِ باصرہ کا مرکز ہے۔ یہی حال سامعہ، شامہ، لامسہ اور ذائقہ کا ہے۔

جب کوئی چیز آنکھ سے دیکھی جاتی ہے تو اس کا تاثر دماغ کے صرف ایک نقطہ پر ہوتا ہے مگر اسی چیز سے متعلق جب کوئی بات سنی جاتی ہے تو قوتِ سامعہ کے ذریعے دماغ کے نقطۂ سامعہ پر بھی اس کا اثر ہو جاتا ہے اور اگر اس چیز کو سونگھا بھی جائے تو دماغ کے مقام شامہ پر بھی اس کی ترسیم ہو جاتی ہے۔

چکھنے سے ذائقہ کے نقطے پر اور چھونے سے لامسہ کے مرکز پر اثر پڑتا ہے۔ نظریہ یہ ہے کہ کسی چیز کا علم جب ان سب حواس کے ذریعے دماغ کو ہو جاتا ہے تو وہ علم زیادہ دیرپا اور مفید ہوتا ہے۔ اگر قوت باصرہ کسی سبب سے اس چیز کو نہ دیکھ سکے تو کسی دوسری حس، سامعہ یا ذائقہ یا لامسہ کے ذریعے اس کی معرفت ہو سکتی ہے۔ فرض کرو کہ ایک شخص کو صرف آنکھوں سے دیکھا ہے اور بار بار دیکھا ہے اور اس طرح اس کی شکل و صورت نقطۂ باصرہ میں محفوظ ہے۔ جب کبھی آنکھ دیکھتی ہے ہم فوراً پہچان لیتے ہیں مگر اس شخص کی آواز کبھی نہیں سنی ہے۔ وہ ایک دن آتا ہے۔ گھر سے باہر آواز دے کر ہمیں بلاتا ہے۔ سامعہ کی راہ سے دماغ کے نقطۂ سامعہ پر آواز کی رَو جاتی ہے مگر اس شخص کی معرفت حاصل نہیں ہوتی۔ ہم نہیں بتا سکتے کہ وہ کون شخص ہے۔

پس ہمارا علم مکمل ہوتا ہے، سب حواس سے۔ سب حواس اپنا اپنا کام کرتے اور کسی چیز کی کیفیت و کمیت وغیرہ کا علم محفوظ کر لیتے ہیں تو ایک دوسرے سے ارتباط کی بنا پر معرفت، حفاظت اور فیصلہ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

۲۔ بچوں کی جبلتیں اللہ تعالیٰ کے وہ عطیات ہیں جن سے صحیح اور مناسب کام لے کر ان کی جسمانی، دماغی اور روحانی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔

انسان کا بچہ ہو یا کسی حیوان کا پیدا ہوتے ہی ہاتھ پاؤں ہلانے لگتا ہے اور کچھ عرصے بعد تیزی سے حرکتیں کرتا رہتا ہے۔ قدرت اگر یہ

جبلت پیدا نہ کرتی تو اس کا نشو و نما ہی نہ ہوتا۔ اسی لئے ماہرین تعلیم کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ بچے کو مدرسے کے تعلیمی اوقات میں کسی نہ کسی کام میں مشغول رکھا جائے اور اس کے چلبلے پن کی حسیات کو مفید کام میں لگایا جائے۔ سبق پڑھاتے وقت بچوں کو مجہول تماش بین کی طرح رکھنا کوئی مفید نتیجہ نہیں پیدا کر سکتا۔

۳۔ بچے کی ایک دوسری جبلت کھیل ہے۔ حیوانات کے بچے کا مشاہدہ کیا جائے۔ وہ بھی فطری طور پر کھیل کے شائق ہوتے ہیں۔ کتیا کے بچے چند ہی دنوں میں اپنے ساتھ کے پیدا ہوئے بچوں کے ساتھ کھینچا تانی کرنے لگتے ہیں۔ بلی کے بچے اپنی ماں کی دم پر اچھلتے ہیں اور کبھی کبھی اس طرح جست کرتے ہیں جیسے بلی چوہا پکڑنے کے وقت کرتی ہے۔ انسان کے بچوں کو دیکھو، کھانا پکانے، مکان بنانے، گاڑی ہانکنے، سودا بیچنے، ماسٹر اور ڈاکٹر بننے کے کھیل کھیلا کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ آئندہ زندگی کے کاموں کے لئے وہ مستعد ہوں اور قدرت نے جو صلاحیتیں ان کے اندر رکھی ہیں وہ ظاہر ہوں۔

بس مدرس کو چاہیے کہ وہ بھی کھیل کو تعلیم میں اہمیت دے اور اس کو ذریعہ بنائے۔

۴۔ بچوں کی فطرت میں تجسس کا مادہ ہوتا ہے۔ یہ بھی قدرت کا عطا کردہ ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ بچوں کی توڑ پھوڑ کی عادت جو اکثر دیکھی جاتی

ہے ۔ وہ درحقیقت اس لئے ہوتی ہے کہ وہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ یہ چیز کیا ہے، اس میں کیا ہے۔ کس طرح بنی ہے اور کیا کام دے سکتی ہے ، وغیرہ ۔ اس قوتِ تجسس کی صحیح رہنمائی کرنا اور اس سے مفید کام لینا بھی تعلیم کا اہم جزو ہے ۔

۵۔ بچے بڑے نقّال ہوتے ہیں۔ بعض جانوروں کی نقل، پیشہ ور آدمی کی نقل ، ماں باپ کی نقل ، بازی گروں کی نقل سے بہت دلچسپی لیتے ہیں ۔ یہ فطری خاصیت بھی تعلیم میں بہت معاون ہوتی ہے ۔ استاد کو چاہئے کہ موقع بہ موقع بچوں سے کسی کام کی ، یا لفظ کے تلفظ کی، یا کسی شخص کے احساسات کی نقل کرائیں ۔

لڑکا محبت بھی کر سکتا ہے اور نفرت بھی ، خوف زدہ بھی ہو سکتا ہے اور دلیر بھی ۔ ہنس بھی سکتا ہے اور رو بھی سکتا ہے ۔ وہ خود رائے بھی ہو سکتا ہے اور متفق رائے بھی ۔ خود غرض بھی ہو سکتا ہے اور ایثار پسند بھی ۔ اس سے ہم صریح طور پر یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ لڑکے کی جسمانی ، دماغی اور روحانی نشو و نما کے لئے جو طریقے ہم عمل میں لائیں گے انہی کے نتائج آئندہ ظاہر ہوں گے ۔

۶۔ تعلیم ایک اصول " قانونِ مشق " ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ہم وہی سیکھتے ہیں جس کی ہم مشق کرتے ہیں اور جس کی مشق نہیں کرتے وہ نہیں سیکھتے ۔

اس لئے مشق کے ذریعے ہی ہمیں ہر چیز سکھانی چاہئے ۔ اس کا

یہ مطلب نہیں کہ ہم لڑکوں کو رٹا دیں یا ازبر کرا دیں بلکہ ہمیں چاہیے کہ سب سے پہلے کسی ذریعے سے لڑکے میں طلب یا خواہش پیدا کریں۔ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کی خواہش یا سچی طلب پیدا ہوتی ہے تو بہت تھوڑی توجہ سے اس میں کامیابی ہو جاتی ہے۔ استاد کہانی سنا کر یا مناسب گفتگو کے ذریعے بچوں میں سبق خاص سے دلچسپی پیدا کرتا ہے اور بچوں میں نئی بات جاننے کا شوق پیدا کرتا ہے۔

فصل چہارم

اردو رسم الخط

اردو رسم الخط اصل میں فارسی تحریر ہے۔ اور فارسی رسم الخط عربی خطِ نسخ کی تراشیدہ صورت ہے۔ اردو زبان ایک مرکب و مخلوط زبان ہے جس کے خاص اجزا برج بھاشا، عربی اور فارسی ہیں۔ ان زبانوں کے علاوہ دنیا کے قریب قریب سب علمی زبانوں کے الفاظ کچھ نہ کچھ اس میں شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے جو اس زبان کے لکھنے اور پڑھنے میں بمقابلہ اور زبانوں کے چند مشکلیں پیش آنے کے متعلق گفتگو کی جاتی ہے۔

جن زبانوں کے الفاظ اردو میں بکثرت آئے ہیں ان کی آوازوں کے لئے مخصوص حروف لینے پڑے یا بنا لئے گئے۔ مثلاً عربی کے مخصوص حروف ث، ذ، ص، ض، ظ اور بھاشا کے ٹ، ڈ، ٹھ وغیرہ۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اردو میں حروف تہجی کی تعداد ۴۶ تک پہنچ گئی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اردو میں حروف کی شکلیں بدل جاتی ہیں اور بدلی ہوئی شکلوں کے سبب سے مبتدی الجھن میں پڑ جاتے ہیں اور ان کے لئے پڑھنا لوہے کا چنا ہو جاتا ہے۔ برخلاف اس کے انگریزی اور ہندی میں حرف

۲۶ حروف ہیں ۔ بچے جلد سیکھ جاتے ہیں اور پڑھائی کی منزل پر آجاتے ہیں ۔

یہ اور اسی قسم کی دوسری باتیں حقیقت کے خلاف ہیں ۔ انگریزی اور ہندی کے رسم الخط بھی تو نقائص سے پاک نہیں ۔ انگریزی میں بہت سے الفاظ ہیں جو لکھے جاتے کچھ ہیں اور ان کا تلفظ کچھ اور ہوتا ہے ۔ دیکھو :

(۱) SESSION میں SSION کی آواز کیا ہے ؟

(۲) FIGHT میں GH کی آواز کیا ہے ؟

(۳) CATCH میں T کی آواز کیا ہے ؟

(۴) STATION میں دوسری T اور TIO کی آواز کیا ہے ؟

(۵) COUGH میں GH کی آواز دیکھو ۔

(۶) SCIENCE میں پہلی C کی آواز دیکھو ۔

پھر انگریزی میں تو حروف چار قسم کے ہیں دو کتابی اور دو تحریری ۔ حرف " ایف " کی چار مختلف شکلیں دیکھو :

(۱) F (۲) f (۳) F (۴) f

اگر چاروں قسم کے حروف میں سے ہم شکل حروف خارج کر دیئے جائیں تب بھی حروف کی تعداد اردو کے مقابلے میں زیادہ رہے گی ۔

یہی حال ہندی کا ہے ۔ اس کا رسم الخط بھی نقائص سے خالی نہیں ۔ خیال کیجئے ح کی آواز اور شکل پر اور پھر مندرجۂ ذیل الفاظ پڑھیئے :

(۱) कृपा (کرپا) اس لفظ میں ح کی آواز ہے مگر اس شکل کے حرف

کا پتہ نہیں۔

(۲) सव इس لفظ میں ح کی آواز ہے مگر حرف ح کی شکل کچھ اور ہی ہے۔

(۳) प्रकार (پرکار) اس میں ح کی آواز دیکھو ح تیسری شکل میں ہے۔

پس اردو رسم الخط سے متعلق یہ اعتراض کہ اس کے حروف کی تعداد زیادہ ہے اور حروف کی شکلیں بدل جاتی ہیں۔ اس لئے یہ رسم الخط مشکل ہے۔ اور اس کی پڑھائی دشوار ہے، صحیح نہیں۔ انگریزی اور ہندی میں اس سے زیادہ پیچیدگیاں اور دشواریاں ہیں۔

اب آئیے ذرا اردو رسم الخط پر ایک سرسری نظر ڈال کر دیکھیں کہ کہاں تک دشواری ہے اور کتنی آسانی ہے۔

۱۔ اردو تحریر میں مندرجہ ذیل حروف کی شکلیں تبدیل نہیں ہوتیں صرف مختصر ہو جاتی ہیں:

ج۔ چ۔ ح۔ خ۔ س۔ ش۔ ص۔ ض۔ ع۔ غ۔ ف۔ ق۔ ک۔ گ۔ م۔

۲۔ مندرجہ ذیل حروف کی شکلیں نہیں بدلتیں:

ا۔ ط۔ ظ۔ و

۳۔ مندرجہ ذیل حروف کی شکلیں کبھی بدل جاتی ہیں اور کبھی نہیں بدلتیں:

ب۔ پ۔ ت۔ ٹ۔ ث۔ ر۔ ڑ۔ ز۔ ل۔ ن۔ ہ۔ ی۔

تیسرے حصے میں پندرہ حروف ہیں مگر ان کو ان کے ہم شکل ہونے کے لحاظ سے ترتیب دے دیں تو صرف سات رہ جاتے ہیں :

(۱) ب (۲) د (۳) ر (۴) ل (۵) ن (۶) ہ (۷) ی

ان سات حرفوں کی شکلیں (ترکیبی حالت میں) پہچاننے کے آسان قاعدے بآسانی سکھائے جا سکتے ہیں ۔

فصل پنجم

مبتدیوں کو پڑھنا سکھانے کے طریقے

تین رائج الوقت طریقے

پڑھنا سکھانے کے تین طریقے بہت مشہور و متداول ہیں :-

۱۔ طریق تہجی ۔جس میں :-

(۱) پہلے حروف کے نام سکھائے جاتے ہیں اور ان کی شکلوں کی شناخت کرائی جاتی ہے۔

(۲) حروف پر اعراب لگا کر ان کی آواز سکھائی جاتی ہے۔

(۳) حروف کی ترکیب اور اعراب سے ہجے سکھائے جاتے ہیں اور

(۴) ہجے کے ذریعے پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔

اس طریقہ میں آسانیاں یہ ہیں :-

(۱) حروف کی شکلیں بار بار دیکھنے سے ذہن میں جم جاتی ہیں ۔

(۲) حروف کی مختصر شکلیں جو ترکیبی حالت میں ہوتی ہیں ، جلد معلوم ہو جاتی ہیں ۔

(۳) مدرس کو محنت کم کرنی پڑتی ہے ۔

(۴) لکھنا پڑھنا اور ہجے کرنا۔ تینوں کام ساتھ ساتھ ہوتے ہیں مگر اس طریقے میں چند نقائص ہیں :-

(۱) بچوں کی پرانی معلومات سے کوئی مدد نہیں لی جاتی۔ حالانکہ تعلیم کا ایک بڑا اصول یہ ہے کہ معلوم سے نامعلوم کی طرف چلنا چاہیے۔

(۲) یہ طریقہ بچے کے فطری رجحانات اور طبعی خواص کے موافق نہیں اس لئے بچہ دلچسپی نہیں لیتا۔ اور اسے ایک محنت کا کام سمجھ کر استاد کے ڈر سے کرتا ہے۔

(۳) حروف تہجی، اعراب اور ہجے سکھانے تک بچوں کو صبر و تحمل پر مجبور کیا جاتا ہے۔

(۴) ہجے سکھانے میں حروف کی ترکیبیں اکثر مہمل ہوتی ہیں جن سے بچوں کو کوئی بھی دلچسپی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ بہت جلد تھک جاتے ہیں۔ اور "پڑھنا" ان کے لئے لوہے کا چنا ہو جاتا ہے۔

۲۔ **طریق الصوت (آوازی طریقہ)**۔ ہندی، مرہٹی، گجراتی وغیرہ پراکرت زبانوں کے رسم الخط اسی طریقے پر مبنی ہیں۔ اس میں :-

(۱) پہلے آوازوں کے مقررہ نشانات دکھائے اور پڑھائے جاتے ہیں

ब (بَ) क (کَ) म (مَ)

(۲) آوازوں کو ملا کر ایک مخلوط آواز پیدا کرنا اور لفظ بنانا سکھایا جاتا ہے (کَ را چی) कराची

(۳) لفظ کے بعد جملے پڑھنا سکھائے جاتے ہیں۔

اس طریقے میں مندرجہ ذیل خوبیاں ہیں ۔

(۱) فطرت کے مطابق ہے ۔ اس لئے کہ بچہ شیرخوارگی کے زمانے میں پہلے مفرد آواز نکالتا ہے ۔

(۲) کسی لفظ کی مخلوط آواز کے اجزا علیحدہ علیحدہ ہونے سے تلفظ میں آسانی ہوتی ہے ۔

(۳) حروف کے نام حروف کی آواز ہی کو قرار دیا گیا ہے ۔ اس لئے ابتدا ہی میں حروف کے فوائد معلوم ہو جاتے ہیں ۔

(۴) طریقِ تہجّی کے مقابلے میں دماغ پر زور کم پڑتا ہے ۔

ان خوبیوں کے باوجود اس میں چند نقائص بھی ہیں جن کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ۔

(۱) کسی لفظ کا تلفظ بیک نظر نہیں ہوتا مثلاً अकबर (اکبر) ابتدا میں अ क ब र (اَ کَ بَ رَ) اصولاً پڑھا جا سکتا ہے اور طریق الصوت کے ذریعے سے سیکھا ہوا بچہ اس طرح پڑھتا بھی ہے ۔ بعد میں جب وہ یہ سمجھتا ہے کہ بول چال میں اس طرح نہیں کہتے تب صحیح پڑھتا ہے ۔

(۲) بعض الفاظ کے صحیح تلفظ کرنے میں غلطی ہوتی ہے ۔ مثلاً خویش میں واو کی آواز ظاہر کی جاتی ہے ۔

(۳) بعض حروف دوسرے حروف کی آواز دیتے ہیں جیسے عیسیٰ اور موسیٰ میں ی کی آواز کچھ اور ہی ہے ۔

۳۔ "دیکھو اور بولو" اس طریقے میں :۔

(۱) پہلے ایک کہانی چند جملوں کی لی جاتی ہے۔

(۲) پھر ایک ایک جملہ لیا جاتا ہے۔

(۳) لفظ لیا جاتا ہے۔

(۴) لفظ سے حروف نکلوائے جاتے ہیں۔

(۵) آخر میں حرفوں کے جوڑنے سے لفظ بنانا سکھایا جاتا ہے۔

اس طریقے میں بعض خوبیاں ہیں :۔

(۱) بچہ مطلب خیز کہانی سے دلچسپی لیتا ہے۔

(۲) الفاظ بامعنی ہونے سے بچوں کی توجہ قائم رہتی ہے اور دماغ پر زور نہیں پڑتا۔

(۳) الفاظ کا ذخیرہ بڑھتا ہے۔ کیوں کہ بہت سے الفاظ کی شکلیں سیکھنا پڑتی ہیں۔

(۴) پڑھائی میں روانی ہوتی ہے۔ بچہ لفظ دیکھتے ہی شناخت کرکے پڑھ دیتا ہے۔

باوجود ان خوبیوں کے یہ طریقہ بھی نقص سے پاک نہیں کیوں کہ :۔

(۱) بکثرت الفاظ کی شکلیں محفوظ رکھنے میں دماغ پر بہت زور پڑتا ہے۔

(۲) پڑھے ہوئے الفاظ کی مدد سے نئے الفاظ نہیں پہچانے جاتے۔

(۳) حرف کی شکلیں اور آوازیں دیر میں شناخت کی جاتی ہیں۔

(۴) ہجے کرنا بہت دنوں میں آتا ہے۔

(۵) حروف کی متبدل شکلیں شناخت کرنے کا ملکہ بہت دنوں میں پیدا ہوتا ہے۔

آپ نے دیکھ لیا۔ ان تینوں طریقوں میں سے کوئی طریقہ برا نہیں مگر ہر ایک میں کچھ نقائص بھی ہیں۔ چنانچہ پہلے طریقے میں لڑکا حروف کا نام الف لیتا ہے۔ الف کہنے میں ا + ل + ف تین آوازیں شامل ہوتی ہیں مگر یہ حرف کام دیتا ہے ایک ہی آواز کے لیے۔ طریق الصوت میں کسی لفظ کا تلفظ بیک نظر صحیح نہیں کیا جاتا۔ اور "دیکھو اور بولو" کے طریقے میں بہت سے الفاظ کی شکلیں ذہن میں محفوظ رکھنا ہوتی ہیں۔ اور ہم شکل الفاظ کا فرق دیر میں واضح ہوتا ہے۔

ایسی حالت میں ہمارے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ہم ایسا طریقہ اختیار کریں جس میں تینوں طریقوں کی آسانیاں اور خوبیاں حاصل ہوں اور نقائص اور دشواریاں کم سے کم ہوں۔ کچھ عرصہ ہوا "دیکھو اور بولو" کے طریقے میں کچھ ترمیم اور اضافہ کے ساتھ ایک جدید طریقہ "جملاتی طریقہ" کے نام سے انگریزی طریقے SENTENCE METHOD کے نمونے پر شروع کر کے آزمایا گیا۔ اس میں چار پانچ جملوں کی ایک کہانی پر مسلسل کئی اسباق دیئے جاتے ہیں۔ تصاویر کے ذریعے اس کہانی کے جملے یاد کرائے جاتے ہیں۔ اس کے جملوں کے قطعات کی شناخت مختلف کھیلوں کے ذریعے پختہ کرائی جاتی ہے۔ پھر جملے کے اجزائے سالم (یا اجزائے ترکیبی) کا تجزیہ کر کے ان کی شناخت جب پختہ ہو جاتی ہے تب "لفظ" کی منزل پر آتے ہیں اور لفظوں کی شناخت

مختلف کھیلوں کے ذریعہ جب پختہ ہو جاتی ہے تو ان کے تجزیہ سے حروف پیش کئے جاتے ہیں۔

تجربے سے یہ جملاتی طریقہ کامیاب ثابت ہوا۔ مگر اس کے لئے مدرس کو محنت کرنا پڑتی ہے اور بچوں کے ساتھ مل کر مسلسل کام کرنا ہوتا ہے۔ اور یہ اسی مدرس سے ممکن ہے جو صحیح معنی میں مدرس ہو اور اپنے کام سے لطف و لذت حاصل کرتا ہو۔ افسوس ہے ہمارے ملک میں ایسے خوش مذاق مدرسین کی بہت کمی ہے۔

فصل ششم

ہمارا تدریسی طریقہ

گزشتہ تیس سال کے عرصے میں اردو رسم الخط سے متعلق بہت سی بحثیں ہوتی رہیں اور اس کے طریقہ، تعلیم پر جدید اصول اور مغربی تجربات کی روشنی میں ٹریننگ کالجوں اور نارمل اسکولوں میں تجربے ہوتے رہے۔ مقصد یہ تھا کہ بچہ جلد سے جلد عبارت خوانی کے قابل بن جائے۔

اس سلسلے میں ناچیز مؤلف کو بھی تجربے کا موقع ملا۔ کئی سال کے تجربے کے بعد معلوم ہوا کہ جملاتی اور لفظی طریقہ بذریعہ تصاویر بچوں کی فطرت کے مطابق اور دلچسپ تو ضرور ہے مگر اس میں استاد کو کافی محنت کرنا پڑتی ہے اور حرف شناسی کی منزل دیر میں آتی ہے۔ بچے نئے الفاظ اور جملے پڑھنے پر بہت دنوں میں قادر ہوتے ہیں۔ اس طرح مقصد فوت ہو جاتا ہے اور آخر حروف و اعراب اور ہجے کے قاعدے پر آنا ہی پڑتا ہے۔

اسی تجربے کے پیش نظر آخر میں طریق تہجی (یا الف بائی طریقہ) اختیار کیا گیا مگر اس کو تصاویر اور مختلف کھیلوں سے کچھ ایسا دلچسپ بنا دیا گیا کہ بچے شوق سے پڑھنا سیکھنے لگے۔ اور صرف پہلی سہ ماہی میں حروف، اعراب

اور بچے سیکھ کر مختصر شکلیں، ان کی ترکیبیں اور چھوٹے چھوٹے متفرق جملے بھی پڑھنے لگے۔

اس طریقے میں حروف کی گروہ بندی ان کی شکلوں میں مشابہت کے لحاظ سے کی گئی ہے :۔

(۱) ا

(۲) ب پ ت ٹ ث

(۳) ج چ ح خ

(۴) د ڈ ذ

(۵) ر ڑ ز

(۶) س ش

(۷) ص ض

(۸) ط ظ

(۹) ع غ

(۱۰) ف ق

(۱۱) ک گ

(۱۲) ل ۔ م ۔ ن ۔ و ۔ ہ ۔ ء ۔ ی ۔ ے ۔

ہر حرف کو پیش کرنے کے لئے کسی مادی چیز یا جانور کا انتخاب کیا گیا جو بچوں کے عام مشاہدے میں ہو اور جس سے وہ دلچسپی لیتے ہوں اور جس کا نام اس حرف سے شروع ہوتا ہو۔

منتخب چیز یا جانور کی واضح تصویر بنا کر بچوں کو دکھائی گئی۔ اس کے نام کا واضح تلفظ اخذ کرانے کے بعد اس کی آواز کا تجزیہ کر کے پہلی آواز نکلوائی گئی۔ اس آواز کے لئے مقررہ نشان دکھایا گیا اور اس طرح حرف کی شکل کا تعارف کرایا گیا۔

تصاویر اور کھیل سے بچے بڑی دلچسپی لیتے ہیں۔ ایسے حروف، الفاظ اور جملے ان کے لئے دلکش ہوتے ہیں جو تصویروں سے مربوط ہوں۔ حروف کے کارڈ اور لفظی کارڈ، الفاظ سازی اور جملہ سازی میں بڑی دلچسپی پیدا کر دیتے ہیں۔ ان سے کئی طرح کے کھیل کھلائے جا سکتے ہیں۔ کھیل بچوں کو قدرتی طور پر پسند ہوتا ہے اس لئے کھیل کا طریقہ پڑھائی سکھانے میں بہت موثر اور دل نشین ہوتا ہے۔ چنانچہ آئندہ اوراق میں ہم نے تدریسی کھیلوں کے لئے چند سامان مہیا کرنے کی سفارش کی ہے۔ اور تدریسی اشارات میں بطور نمونہ ان کے استعمال کا طریقہ بتایا ہے۔

فصل ہفتم

پڑھائی سکھانے کا سامان

مبتدی بچوں کو حروف شناسی، مختصر حروف کی شکلوں کو پہچاننے، اعراب کی مشق اور جملہ سازی کے لئے مختلف قسم کے کھیل بہت مفید اور موثر ہوتے ہیں اور بچے ان کھیلوں سے بہت دلچسپی لیتے ہیں اور جلد ہی حروف سے جملے کی منزل تک پہنچ کر پڑھائی کی شاہراہ پر لگ جاتے ہیں۔

اس قسم کے کھیلوں کے لئے مندرجہ ذیل سامان کی ضرورت ہے۔ یہ سامان جتنا ہوگا تعلیم میں اتنی ہی سہولت ہوگی۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ مدرسین یہ سامان پہلے ہی تیار کرلیں۔ ایک دفعہ اگر یہ چیزیں تیار کرلی جائیں تو کئی سال تک کام دیتی رہیں گی۔

۱۔ حروف تہجی کا تصویری چارٹ اس چارٹ پر قاعدے کے ابتدائی صفحات کے مطابق تصویریں بنی ہوں۔ ہر تصویر پر اس کا نام لکھا ہو۔ اور ایک طرف حرف لکھا ہو مگر اسی ترتیب سے جس ترتیب سے قاعدے میں ہے۔

۲۔ حروف کے کارڈ۔ موٹے کاغذ کے دو مربع انچ کے ۳۶ کارڈ

جن پر سب حروف جلی قلم سے اور صحیح شکل میں لکھے ہوں ۔ (ایسے کئی سٹ تیار ہوں تو بہتر ہے کیوں کہ بعض کھیلوں میں کئی سٹ کی ضرورت پڑتی ہے۔)

۳۔ دو حرفی کارڈ پوری شکل کے دو حرفی لفظوں کے کارڈ (مثلاً اب۔ دس) جیسے قاعدہ کے صفحہ ۸ پر چند الفاظ ہیں۔

۴۔ چھوٹے حروف کے کارڈ ترکیبی حالت میں حروف کی جو مختصر شکلیں لکھی جاتی ہیں ان سب کے کارڈ قاعدے کی مدد سے تیار کر لئے جائیں۔

۵۔ الف والے دو حرفی کارڈ اس سے مراد وہ کارڈ ہیں جن میں مختصر حروف الف کے ساتھ ملے ہوں (مثلاً با۔ جا۔ سا) قاعدے کی مدد سے ایسے کارڈ تیار کیے جائیں۔

۶۔ واو والے دو حرفی کارڈ اس سے مراد وہ کارڈ ہیں جن میں مختصر حروف واو کے ساتھ ملے ہوں (مثلاً بو۔ جو۔ سو) ایسے کارڈ بھی قاعدے کی مدد سے تیار کیے جا سکتے ہیں۔

۷۔ ی اور ے والے دو حرفی کارڈ اس سے مراد وہ کارڈ ہیں جن میں مختصر حروف ی اور ے کے ساتھ ملے ہوں۔ (مثلاً بی۔ جی۔ سی اور بے۔ جے۔ سے۔)

۸۔ تصویری قطعات ہر حرف کے لئے ایک تصویر "۶×"۶ کاغذ پر بنائی جائے۔ تصویریں وہی ہوں جو قاعدے

کے ابتدائی صفحات میں ہیں ۔

۹۔ فریم $1 \times 1\frac{1}{2}$ گز کا ایک فریم موٹے کارڈبورڈ کا بنا لیا جائے جس کی ترکیب یہ ہے کہ اتنی لمبائی اور چوڑائی کا کارڈبورڈ لے لیں۔

(۲) پھر ایک کارڈبورڈ میں سے سوا سوا انچ چوڑی اور ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ لمبی پٹیاں کاٹ لیں ۔

(۳) پھر ایک ایک انچ چوڑی اور ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ لمبی دو پٹیاں لے لیں۔

(۴) اب ایک انچ والی پٹی کو کارڈبورڈ کی تختی پر رکھ دیں ۔ پیشانی پر تین انچ جگہ چھوڑ دیں ۔

(۵) اس پٹی پر سوا انچ والی پٹی اس طرح رکھ دیں کہ پاؤ انچ کا فرق اوپر نیچے دونوں طرف آدھا آدھا رہے ۔

(۶) پھر دو تین جگہ ایک ایک کیل ٹھونک کر پٹیوں کو چست کر دیں ۔

(۷) اس کے نیچے چھ انچ جگہ چھوڑ کر اسی طرح دو پٹیاں لگا دو ۔ بس فریم تیار ہو گیا ۔ یہ فریم تصویر، جملہ اور لفظ کے قطعات بچوں کے سامنے پیش کرنے کے کام آئے گا ۔

۱۰۔ حروف کا چکر یہ بہت کارآمد چیز ہے ۔ حروف شناسی اور اعراب کی مشق میں اس سے بہت مدد ملتی ہے ۔ اس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے :۔

(۱) کارڈبورڈ کا ایک تختہ لے کر اس پر بڑے سے بڑا دائرہ بنایا جائے ۔

(۲) اس دائرے کے چاروں طرف برابر برابر ۳۶ خانے بنا کر جلی قلم سے

۳۶ حروف بالترتیب لکھ دیئے جائیں ۔

(۳) اس دائرے کے برابر کارڈبورڈ کا ایک ٹکڑا کاٹ لیا جائے ۔

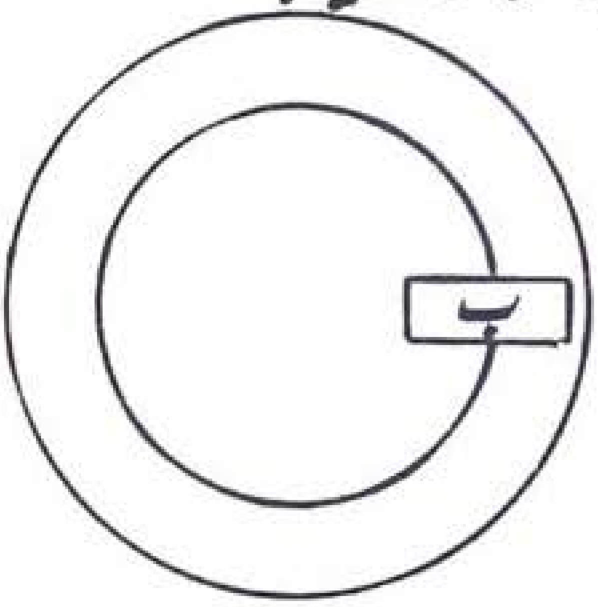

(۴) اس گول ٹکڑے کے ایک سرے پر ایک حرف کے خانے کے برابر کارڈ بورڈ کا ٹکڑا کاٹ کر الگ کر دیا جائے ۔

(۵) کارڈبورڈ کے اس گول دائرے کو حروف کے دائرے پر رکھ دیا جائے اور مرکز میں ایک کیل لگا دی جائے تاکہ گول ٹکڑے کو گردش دیں تو ایک ایک حرف نمودار ہوتا جائے ۔

۱۱۔ حروف کا کیلنڈر

سال بھر کی تاریخ کا ایک کیلنڈر ہوتا ہے ۔ اس کے ہر ورق پر ایک تاریخ انگریزی، قمری اور ہندی چھپی ہوتی ہے ۔ روزانہ اس کا ایک ورق پھاڑ کر الگ کر دیا جاتا ہے ۔ اسی نمونے کا صرف ۳۶ ورقوں کا ایک کیلنڈر بنا لیا جائے ۔ ہر ورق پر ایک حرف جلی صحیح اور خوشخط لکھ لیا جائے اور دیوار پہ آویزاں رہے ۔

فصل ہشتم

مبتدیوں کو پڑھائی سکھانے کا پہلا دن

تدریسی اشارات نمبر ا

آؤ بچو! کھیل دکھائیں

مقصد : (۱) تشویق (شوق انگیز گفتگو کے ذریعے بچوں میں پڑھائی سیکھنے کا شوق پیدا کرنا۔)

(۲) الف کی آواز اور شکل کی شناخت۔

مدرس چوتھی جماعت کے ایک ہوشیار لڑکے کو اپنی جماعت میں چند منٹ کے لئے بلائے۔ مبتدیوں سے کہے "دیکھو یہ ہمارے مدرسے کا بہت اچھا لڑکا ہے۔ صاف ستھرا رہتا ہے۔ روز مدرسے آتا ہے۔ کھیلتا ہے۔ پڑھتا ہے اور اپنے استادوں کا کہنا مانتا ہے۔ دیکھو اس کے ساتھ ہم ایک کھیل کھیلتے ہیں۔ پھر یہی کھیل تمہارے ساتھ کھیلیں گے۔

اب مدرس چوتھی جماعت کے لڑکے سے کہے "دیکھو اس کھیل میں ہم منہ سے کچھ نہیں بولیں گے۔ کاغذ دکھائیں گے۔ جو کچھ اس پر لکھا ہو وہی کام تم تیزی سے کرو گے۔"

مدرس ایک قطعہ کاغذ نکال کر دکھائے۔ جس پر لکھا ہو:
"دروازے پر جاکر کھڑے رہو۔"
لڑکا یہ پڑھ کر فوراً عمل کرے، تب دوسرا قطعہ کاغذ دکھائے جس پر لکھا ہو: "اِدھر آؤ۔"
لڑکا یہ پڑھ کر مدرس کے سامنے آجائے۔ تب تیسرا کاغذ دکھائے جس پر لکھا ہو: "کرسی پر بیٹھ جاؤ۔"
لڑکا کرسی پر بیٹھ جائے تو اس جملے کا کاغذ دکھائے: "کھڑے ہو جاؤ۔" جب لڑکا کھڑا ہو جائے تو پانچواں قطعہ کاغذ دکھائے جس پر لکھا ہو: "سلام کرو۔"
اب اس لڑکے سے سوال کرے: "اچھا یہ بتاؤ تم نے یہ سب کام کیوں کیے؟" لڑکا کہے گا: "آپ نے کاغذ میں یہ کام لکھے تھے، اس لئے میں نے یہ کام کیے۔"
اس کے بعد مدرس اس لڑکے کو اس کی جماعت میں بھیج دے اور بچوں سے کہے: "تم نے ہمارا کھیل دیکھا؟" (جی ہاں)
"کیا تم بھی اس لڑکے کی طرح ہمارے ساتھ کھیلو گے؟" (جی ہاں)
کیا تم بھی کاغذ پڑھ پڑھ کر کام کر سکتے ہو؟ (جی نہیں)
کیوں نہیں؟ (ہمیں پڑھنا نہیں آتا)
کیا تم پڑھنا سیکھنا چاہتے ہو؟ (جی ہاں)
ہم بہت جلد تم کو پڑھنا سکھا دیں گے۔ مگر یاد رکھو! جو ہماری بات

سنے گا اسے ہی پڑھنا آئے گا۔

دوسری منزل : خاص مدعا کی طرف گریز۔

آؤ بچو! کھیل کھیلیں

کھیل کے لئے سب تیاریاں ہیں ؟ (جی ہاں)

اچھا ادب سے بیٹھو۔

آنکھیں بند کرو (اب مدرس انار کی تصویر ہاتھ میں لے لے)

استاد :۔ آنکھیں کھولو ــــ دیکھو۔

یہ کیا ہے ؟

جواب ۔ انار

انار کا تصویری قطعہ فریم میں یا تختہ سیاہ پر لگا دے ۔ بچوں کی دلچسپی کے لیے انار پر بات چیت کی جاسکتی ہے ۔ مثلاً

استاد ۔ کیا یہ انار تم کھا سکتے ہو ؟

جواب ۔ جی نہیں ۔

استاد ۔ کیوں نہیں ؟

جواب ۔ یہ انار کی تصویر ہے ۔

استاد ۔ اچھا بتاؤ، انار کہاں لگتے ہیں ؟

جواب ۔ درخت میں لگتے ہیں ۔

استاد ۔ اگر یہاں انار کا درخت ہو تو تم انار توڑو گے ؟

جواب ۔ جی ہاں، ہم توڑیں گے ۔

استاد۔ کیسے توڑو گے؟ ذرا ہمیں دکھاؤ۔

(بچے کھڑے ہو کر اچھل اچھل کر انار توڑنے کی نقل کریں گے۔ یہ ان کا کھیل بھی ہو گا اور ایک طرح کی ورزش بھی ہو گی۔)

استاد۔ اچھا۔ اب بیٹھ جاؤ۔ ہم ایک اور چیز دکھائیں۔ دیکھو گے؟

جواب۔ جی ہاں۔

استاد۔ آنکھیں بند کرو (اب مدرس انار لکھا ہوا کاغذ ہاتھ میں لے لے) آنکھیں کھولو دیکھو

اس پر کیا لکھا ہے؟ ابھی تم نے جس چیز کی تصویر دیکھی ہے بس وہی چیز لکھی ہے۔ بتاؤ یہ کیا ہے؟

جواب۔ انار

انار کی تصویر کے بائیں طرف یہ قطعہ رکھ کر انفرادی اور اجتماعی طور پر اس لفظ کی تکرار کرائی جائے۔

استاد۔ (انار پر پائنٹر رکھ کر) یہ کیا ہے؟ (انار)

(تختۂ سیاہ پر انار لکھ کر) یہ کیا ہے؟ (انار)

استاد۔ (انار کے لفظ کا تجزیہ کرتے ہوئے) اَنار

ایسا بولنے سے پہلے کون سی آواز نکل رہی ہے؟ (اَ)

تم یہ آواز نکالو۔ (اَ)

اب جماعت میں سے کسی ایسے بچے کو بلاؤ جس کے نام کا پہلا حرف اَ ہو۔

(جیسے احمد۔ اکبر۔ اسلم۔ اصغر۔ اختر۔ انجم)

استاد۔ (بچے کی طرف اشارہ کر کے) ان کا نام کیا ہے؟

ان کے نام میں پہلی آواز کیا ہے؟

اور کس کے نام میں یہ آواز ہے؟

(اخبار دکھا کر) یہ کیا ہے؟ (اخبار)

اس میں پہلی آواز کیا ہے؟ (اَ)

استاد۔ (تصویر کے پاس لکھے ہوئے لفظ انار کی طرف اشارہ کر کے) یہ کیا لکھا ہے؟ (انار)

انار میں پہلی آواز کیا ہے؟ (اَ)

(لفظ انار پر پائنٹر رکھ کر) اس میں سب سے پہلے کون سا نشان بنا ہے؟ (کھڑی لکیر کا نشان)

استاد۔ کھڑی لکیر کا نشان کون سی آواز بتاتا ہے؟ (اَ کی آواز)

(اب تختۂ سیاہ پر کھڑی لکیر (یعنی الف) کھینچ کر بتائے کہ دیکھو اس لکیر سے اَ کی آواز سمجھی جاتی ہے۔ اور اس کا نام

تیسری منزل مشق

(۱) ان الفاظ اور جملوں کے چارٹ بچوں کے سامنے لگے ہوں۔ اور اجتماعی طور پر استاد سوال کرے کہ اس میں الف تلاش کرو۔ پھر انفرادی طور پر ایک ایک سے پائنٹر کے ذریعے دکھانے کو کہے۔

(۲) بچوں سے پوچھیے تم سے کوئی الف بن کر دکھائے گا ؟
(جب کوئی بچہ سیدھا کھڑا ہو تو سمجھا جائے کہ یہ الف کی شکل ہے)

(۳) اچھا بتاؤ کون کون سی چیزیں الف جیسی ہیں ؟
(کھڑی سوئی ۔ سرو کا درخت ۔ بھالا ۔ کھڑا قلم)

فصل نہم

تدریسی اشارات نمبر ۲

ب ۔ پ ۔ ت ۔ ٹ ۔ ث ۔

۱۔ یہ پانچوں حروف ہم شکل ہیں ۔ صرف نقطوں کا فرق ہے ۔ ان پر بات چیت کر کے فرق بآسانی سمجھایا جا سکتا ہے ۔

۲۔ ان پانچوں حروف کا تعارف ایک سبق میں کرایا جائے ۔

۳۔ تدریس سے پہلے مندرجۂ ذیل چیزیں مہیا کر لی جائیں :۔

(۱) بلّی ۔ پتنگ ۔ تتلی ۔ ٹوپی ۔ ثمر کی علیٰحدہ علیٰحدہ تصویریں جیسی قاعدے میں بنی ہیں ۔

(۲) ان پانچوں کے لفظی کارڈ ۔ اور جلی قلم سے لکھے ہوئے لفظی قطعات ۔

(۳) پانچوں حروف کے کارڈ ۔ پہلے الف پڑھا گیا ہے ۔ اس لئے اس حرف کا کارڈ بھی اس میں شامل کر لیا جائے ۔

(۴) کھیل کے لئے حروف کا چکر اور حروف کا کیلنڈر ۔

پہلی منزل ۔ تشویق : حسبِ نمونۂ سابق بچوں سے بات چیت کی جائے اور

ان کو کھیل کے لئے تیار کیا جائے۔

(۲) بات چیت ہی کے سلسلے میں بلی کی تصویر پیش کر کے اس کا نام بچوں سے نکلوایا جائے۔ بلی کی نقل کرائی جائے۔

(۳) انفرادی طور پر کئی بچوں سے واضح تلفظ میں نام کہلوائیں۔

دوسری منزل۔ بچوں سے کہیں آنکھیں بند کرو۔ اتنے میں بلی لکھا ہوا قطعہ کاغذ فوراً نکال کر تصویر کے پاس رکھ دیں اور پوچھیں۔ دیکھو۔ ہم نے تصویر کے پاس کیا رکھ دیا ہے؟

(۲) بچے "بلی" نہیں پڑھ سکتے مگر اسے اس موقع پر تصویر کے ساتھ دیکھ کر قیاس سے بول اٹھیں گے "بلی"

(۳) لفظ بلی پر پائنٹر رکھ کر اجماعی اور انفرادی طور پر پڑھائیں۔

(۴) بلی لکھا ہوا دوسرا قطعہ کاغذ پیش کر کے پڑھائیں۔

(۵) تختۂ سیاہ پر بلی لکھ کر پڑھائیں۔

تیسری منزل۔ (۱) اب لفظ "بلی" کی آواز کے بارے میں گفتگو کریں: "بلی" کہنے میں پہلے کون سی آواز نکلتی ہے؟ (بِ) ممکن ہے اس وقت کوئی بچہ پہلی آواز (بِل) بتائے۔ اس صورت میں استاد عملاً بتائے کہ "بِل" میں ایک آواز نہیں بلکہ دو آوازیں ہیں۔ پہلی آواز (بِ) ہے۔

(۲) بلی میں پہلی آواز کون سی ہے؟ (بِ)

(۳) بکری میں پہلی آواز کون سی ہے؟ (بَ)

(۴) بندر میں پہلی آواز کون سی ہے؟ (بَ)

(۵) جماعت میں اگر کسی بچے کا نام بَ سے ہو تو اس سے متعلق بھی پوچھا جائے۔ ان کا نام کیا ہے؟ ان کے نام میں پہلی آواز کون سی ہے؟

(۶) اب پھر تختۂ سیاہ پر بلی لکھے ہوئے لفظ کی طرف رجوع ہوں اور پوچھیں یہ کیا لکھا ہے؟ (بلی)

چوتھی منزل۔ (۱) بلی میں پہلی آواز ب کے لئے دیکھو اتنا سا چھوٹا ٹکڑا ہے۔ اسی کو ہم علیحدہ بڑا کر کے لکھتے ہیں۔ (اب تختۂ سیاہ پر ب بہت جلی اور صحیح شکل میں لکھ دیں۔)

(۲) یہ ہم نے کیا لکھا ہے؟ (ب)

پانچویں منزل۔ (۱) اب اس حرف کا نام بتائیں کہ اس حرف کا نام ب (بے) ہے۔ اسی موقع پر نقطہ کا تعارف بھی کرا دینا چاہئے۔

(۲) ب کو اجتماعی اور انفرادی طور پر بچوں سے پڑھائیں۔

(۳) ب کا کارڈ فریم میں بلی کے پاس لگا دیں۔

اسی طرح ب پ ت ٹ کو بالترتیب لے کر تعارف کرائیں۔ ث کا تعارف آخر میں کرائیں اور اس پر زیادہ زور نہ دیں۔ یہ عربی کا مخصوص حرف ہے اور متشابہ الصوت ہے۔ بہت دن ہوئے ہم نے محکمۂ تعلیم کی ہدایت پر پرائمری کی درسی کتابوں کے لئے ذخیرۂ الفاظ تیار کیا تھا۔ بہت سی درسی کتابوں، بچوں کے اخبار اور لٹریچر کے بارہ لاکھ لفظوں میں

سے چار ہزار مختلف الفاظ چھانٹے جو کثیر الاستعمال ہونے کے اعتبار سے بڑے درجے کے تھے ۔ ان چار ہزار لفظوں میں صرف ۹ الفاظ ث والے ملے ۔ یہی حال " ژ " کا ہے ۔ یہ بھی فارسی کا مخصوص حرف ہے ۔ اردو میں اس کے الفاظ بھی بہت ہی شاذ آتے ہیں ۔

بہرکیف ہم نے قاعدے میں یہ حروف شامل کر دیئے ہیں تو اس سے غرض یہ ہے کہ اردو میں استعمال ہونے والے سب حروف پیش نظر ہو جائیں ۔

ث کے لئے کوئی ایسی مادی چیز نہیں ملی جس کی تصویر بن سکتی ۔ مجبوراً ثمر کا لفظ لیا گیا اور اس کے لئے پھلوں کی تصویر بنا دی گئی ۔ یہ تصویر پیش کرنے کے بعد بچوں سے "پھل" کا لفظ اخذ کرایا جائے ۔ اس کے بعد یہ کہا جائے کہ پھل کو ثمر بھی کہتے ہیں ۔ اس تصویر پر " ثمر " ہی لکھا گیا ہے ۔ اس میں پہلی آواز ث ہے اور حرف کا نام " ث " ہے ۔ بس اتنا ہی تعارف کافی ہوگا ۔

تدریس کے خاتمہ پر تختۂ سیاہ پر پانچ حرف لکھے ہوں گے اور اسی طرح فریم میں پانچ تصویروں کے ساتھ ساتھ پانچ پانچ حرفی اور لفظی کارڈ لگے ہوں گے ۔

(۱) اب استاد فریم پر پائنٹر کے ذریعے ایک ایک تصویر کے ساتھ لکھے ہوئے لفظی کارڈ کی طرف اشارہ کرکے پڑھے اور پھر حرف پر رکھ کر اس کا نام پڑھے ۔ اس طرح :

(۱) ب سے بلی ___ ب

(۲) پ سے پتنگ __ پ

(۳) ت سے تتلی ___ ت

(۴) ٹ سے ٹوپی ___ ٹ

(۵) ث سے ثمر ___ ث

(۲) یہ نمونہ ہوا۔ اس کے بعد استاد کے ساتھ سب بچے اجماعی طور پر پڑھیں

(۳) اب انفرادی طور پر بچے کے ہاتھ میں پائنٹر دے کر پڑھائیں۔ پہلے کوئی ہوشیار بچہ پڑھے اور اس کے ساتھ اجماعی طور پر سب بچے پڑھیں۔

(۴) اس کے بعد "حرف شناسی" کی مشق کے لئے کھیل کھلائے جائیں۔ ذیل میں چند کھیل مثالاً لکھے جاتے ہیں۔ یہ کھیل حرف شناسی، لفظ شناسی اور اعراب کے اسباق میں بھی بعض ترمیموں کے ساتھ کھلائے جا سکتے ہیں۔

کھیل نمبر ا۔ (۱) ہر بچے کے پاس اگلے پچھلے سیکھے ہوئے حروف کے کارڈ دیئے جائیں۔

(۲) سب بچے ایک بڑا دائرہ بنا کر بیٹھ جائیں۔

(۳) بچوں کے ساتھ استاد بھی ممبر بن کر بیٹھیں۔

(۴) استاد کوئی تصویری قطعہ فرش پر رکھ دیں اور پوچھیں۔ یہ کیا ہے؟ (بلی)

(۵) وہ بچوں سے کہیں اس کی پہلی آواز کا حرف نکال کر اپنے اپنے سامنے رکھ دیں۔

(۶) سب بچے اپنے پاس کے کارڈوں میں ب کا کارڈ تلاش کریں۔

(۷) جو صحیح نکالے وہ جیت گیا۔

نوٹ :- ذرا پختگی کے بعد یہ قاعدہ مقرر کر دیا جائے کہ جو سب سے پہلے نکال کر رکھ دے اس کی جیت ہوگی۔

کھیل نمبر ۲- تصویریں فریم میں لگا کر بچوں میں حروف کے کارڈ تقسیم کر دیں۔ بچوں سے کہیں کہ ان تصویروں کے حروف تلاش کر کے اپنے پاس رکھ لیں۔ آدھے منٹ کے بعد ایک ایک تصویر سے متعلق حرف مانگیں۔ بچہ کھڑا ہو کر دکھائے اور فریم میں لگا دے۔

کھیل نمبر ۳- (۱) تختۂ سیاہ پر چاک سے سیڑھی کی تصویر بنائیں جس کے چھ زینے ہوں۔

(۲) اوپر کے زینے سے نیچے کے زینے تک ا ب پ ت ٹ ث لکھ دیئے جائیں۔

(۳) ایک بچے کے ہاتھ میں پائنٹر دیں اور کہیں کہ ایک ایک حرف پڑھ پڑھ کر اوپر سے نیچے اترو۔ جہاں غلط پڑھو گے وہاں یہ سمجھا جائے گا کہ گر گئے۔

(۴) اسی طرح نیچے سے اوپر چڑھنے کا کھیل بھی ہو۔

جب تک بچوں میں دلچسپی رہے کھیل جاری رہے۔

کھیل نمبر ۴۔ (۱) حروف کا تصویری چارٹ آویزاں ہو۔

(۲) بچوں کے پاس حروف کے کارڈ ہوں۔

(۳) استاد کہیں کہ جس کے پاس "پلنگ" کا پہلا حرف ہو وہ دکھائے۔

(۴) سب بچے اپنے اپنے کارڈ دیکھیں گے۔ جو صحیح دکھائے وہ جماعت کے سامنے کھڑا ہو کر سب کو دکھائے اور سب پڑھیں۔

(۵) اسی طرح اور حرفوں کے لئے چند منٹ کھیل جاری رہے۔

کھیل نمبر ۵۔ ڈاکیہ کا کھیل

(۱) بچوں کے نام حروف میں رکھ دیئے جائیں۔ جس کے نام کے شروع میں جو حرف ہو اس کا وہی نام ہو مثلاً ابرار کا نام الف، رشید کا نام ر، نجمہ کا نام ن۔

(۲) اگر کل حروف کے نام والے بچے جماعت میں نہ ہوں تو فرضی نام ضرورتاً مقرر ہو سکتے ہیں۔

(۳) جب اس طرح بچے نامزد ہو جائیں تب کسی ایک بچے کو ڈاکیہ بنا دیا جائے اور اس کے پاس حروف کے کارڈ دے دیتے جائیں اور اس کے پاس حروف کے کارڈ دے دیئے جائیں۔ اور کہا جائے کہ ہر ایک کے نام کا کارڈ تلاش کر کے دو۔

(۴) ڈاکیہ جب کسی بچے کو اس کے نام کا کارڈ دے، تو وہ پڑھے، استاد کو دکھائے۔ اگر صحیح ہو تو استاد کہیں کہ سب کو دکھاؤ۔ پھر سب بچے

باآواز بلند پڑھیں۔

(۵) اگر ڈاکیہ غلط کارڈ دے دے تو اس سے کارڈ لے کر دوسرے بچے کو ڈاکیہ بننے کا موقع دیا جائے۔ اس طرح یہ کھیل چند منٹ جاری رہے۔

کھیل نمبر ۶۔ (۱) استاد حروف کے کارڈ بچوں میں تقسیم کر دیں۔ ہر بچے کے حصے میں ایک ایک یا دو دو کارڈ آئیں۔

(۲) بچے جو حروف پڑھ چکے ہیں۔ انھیں میں سے کسی حرف سے شروع ہونے والی کسی چیز کا نام لیں (مثلاً بندر۔ قلم۔ کتاب۔ کوا۔ شیر۔ انگور)

(۳) پھر کہیں کہ اس کی پہلی آواز کا حرف جس کے پاس ہو وہ دکھائے۔

(۴) جو نکال کر دکھائے وہ جیت گیا۔ اب وہ استاد کی جگہ کھڑا ہو کر کوئی نام لے۔ اور اس کا حرف نکالنے کو کہے۔

چند منٹ یہ کھیل جاری رہے۔

کھیل نمبر ۷۔ (۱) بیڈمنٹن کا شٹل کاک لے کر اس کے نچلے حصے میں ایک نکیلی کیل یا موٹی پن لگا دیں جیسے لکڑی کے لٹو میں لگاتے ہیں۔

(۲) ۳۶ حروف کا چارٹ خانوں میں لکھا ہوا اور ایک دفتی پر چپکا ہوا پہلے ہی سے موجود ہو۔ اسے تختۂ سیاہ پر یا دیوار پر آویزاں کر دیں۔

(۳) ایک بچہ شٹل کاک لے کر تھوڑے سے فاصلہ پر چارٹ کے مقابل کھڑا ہو۔

(۴) استاد حکم دے ایک ـــ دو ـــ تین۔

(۵) تین کے حکم پر بچہ فوراً شٹل کاک چارٹ پر مارے۔
(۶) شٹل کاک کسی نہ کسی خانے پر لگ جائے گا۔
(۷) استاد کسی بچے سے اس حرف کا نام پوچھیں۔ جو بچہ بتا دے وہ میر بن کر شٹل کاک لے لے گا اور چارٹ پر مارے گا۔
اس طرح کھیل چند منٹ جاری رہے۔

کھیل نمبر ۸۔ حروف کا کیلنڈر۔

اس کا بیان سامان کی تیاری میں کیا گیا ہے۔ اسے بچوں کے سامنے رکھ کر اور ایک ایک ورق الٹ کر پڑھایا جائے۔ کبھی دو اور کبھی تین ورق الٹ الٹ کر تیزی سے پڑھانے کی کوشش کریں۔
جیتنے والے بچے کو موقع دیا جائے کہ وہ استاد کی جگہ کھڑا ہو کر ورق الٹائے اور بچوں سے پوچھے۔

کھیل نمبر ۱۰۔ (۱) تختۂ سیاہ پر پڑھائے ہوئے حروف ترتیب وار لکھ دیئے جائیں۔
(۲) آٹھ آٹھ دس دس بچوں کے فریق بنا دیئے جائیں۔
(۳) ہر فریق کو حروف کے کارڈ کا سٹ دے دیا جائے اور کہا جائے کہ تختۂ سیاہ پر لکھے ہوئے حروف کے مطابق کارڈ فرش پر جمائیں۔
نوٹ :۔ لفظ شناسی اور جملہ سازی کے موقعوں پر بھی یہ کھیل کھیلا جا سکتا ہے۔

حروف کا چکر۔ جس کے بنانے کی ترکیب "سامان کی تیاری"

کے سلسلے میں کی گئی ہے ۔ حرف شناسی کی مشق کے لیے کارآمد ہے ۔ اس کا اوپری حصہ گردش دینے سے ایک ایک حرف خالی جگہ میں نمودار ہوتا جائے گا اور بچے پڑھتے جائیں گے ۔

اجتماعی اور انفرادی دونوں طریقوں سے پڑھایا جائے ۔

کھیلوں کے ذریعے جب حروف شناسی کی مشق ہو جائے تب اس صفحے کے بے ترتیب حروف تختہ سیاہ پر لکھ کر پڑھائے جائیں ۔ اگر کافی مشق ہو چکی ہے تو بچے تیزی سے یہ حروف شناخت کر کے پڑھ جائیں گے ۔

۲۔ اس کے بعد بچوں سے کہا جائے کہ اب ان حرفوں کی آواز نکالو ۔

۳۔ جب یہ منزل بھی ختم ہو تب دو دو حروف سالم تختۂ سیاہ پر لکھ دیئے جائیں جو قاعدے کے صفحہ ۸ میں ہیں ۔

۴۔ استاد ان دو حرفی لفظوں کی پڑھائی کا نمونہ پہلے خود دیں ۔ پھر کسی ہوشیار لڑکے سے اور بعد میں کمزور لڑکے سے پڑھائیں ۔

۵۔ نمونہ دینے کی اس لیے ضرورت ہے کہ بچہ ”اَبْ“ کو ممکن ہے اَب پڑھ دے کیوں کہ صوتی طریقہ میں ان کی آوازیں ایسی ہی بتائی گئی ہیں ۔ مدرس بتائے کہ ہم بول میں اَبَ نہیں بولتے ”اب“ بولتے ہیں ۔ اسی طرح دَسَ نہیں بولتے دس بولتے ہیں ۔ تو جیسے ہم بات چیت میں بولتے ہیں اسی طرح ہمیں پڑھنا بھی چاہیے ۔

قاعدہ صفحہ ۹

۱۔ یہ الف پر مد کا قاعدہ ہے۔ الف کے اوپر جب مد (~) کا نشان ہوتا ہے تو اس کی آواز اونچی ہو جاتی ہے اور منہ کھول کر نکالی جاتی ہے۔

۲۔ نیچے آم کی تصویر دیکھ کر بہ آسانی آم کا لفظ پڑھ دیں گے۔ جس کے بعد استاد اس سے متعلق ضروری وضاحت کریں گے۔ اس کی مشق کے لئے حروف کا چکر بہت کارآمد اور موثر ہے۔ اس کے ذریعے کھیل کھلانے کا طریقہ یہ ہے کہ :۔

(۱) جلی قلم سے آ ایک موٹے کاغذ پر لکھا جائے یا تختہ سیاہ پر۔

(۲) آ کے محاذی حروف کے چکر کی اوپری دفتی کو گردش دے کر ب نمودار کریں اور بچوں سے پڑھوائیں۔ (آب)

(۳) پھر پ نمودار کریں اور پڑھائیں۔ (آپ)

(۴) اس طرح آ کے ساتھ تمام حروف لے کر پڑھا دیئے جائیں۔

۳۔ جب یہ کھیل ختم ہو جائے تب قاعدہ صفحہ ۹ میں دیئے ہوئے دو دو الفاظ کے ٹکڑے بہ آسانی پڑھائے جاسکتے ہیں۔

فصل دهم

چھوٹے حروف کی تدریس

قاعدہ صفحہ ۱۰ میں ب ت ٹ ث ن ی کے علاوہ ج۔ چ۔ ح۔ خ کی چھوٹی شکلوں کا تعارف کرایا گیا ہے۔ جو ترکیبی حالت میں آتی ہیں۔

ب اور ان کے ہم شکل حروف کے علاوہ ن اور ی بھی ترکیبی حالت میں ایک جیسے ہوتے ہیں۔ صرف نقطوں کا فرق ہوتا ہے۔ ہمارے خیال میں ابتدا میں ی کے نیچے دو نقطے اگر دکھائے جائیں تو بہتر ہے کیوں کہ اس کی مختصر شکل واضح کرنے میں یہاں بڑی سہولت ہو گی۔ استاد کہے گا کہ ی کے سوا کسی حرف کے نیچے دو نقطے نہیں ہوتے۔ جہاں بھی تم کسی چھوٹے حرف کے نیچے دو نقطے دیکھو یہ سمجھ لو کہ یہ ي یا یے ہے۔

مختصر تدریسی اشارات

استاد پہلے باجے کی تصویر دکھائیں اور اس پر بات چیت کریں۔

۱. یہ کیا ہے؟ (باجا ہے)

۲. "باجا" کی آواز کا تجزیہ کر کے واضح کریں: با — جا

۳۔ اس کے بعد پہلے با کو لیں ۔ اور بچوں سے پوچھیں کہ بے کی آواز والے حرف کا کیا نام ہے ؟ (ب)

۴۔ اس کے نیچے کتنے نقطے ہوتے ہیں ؟ (ایک نقطہ ہوتا ہے)

۵۔ اب تختۂ سیاہ پر ب لکھیں اور اسے انگلی سے مٹاتے مٹاتے چھوٹا کر دیں اور نقطہ رہنے دیں۔ پھر کہیں ۔ دیکھو، ہم نے ب کو چھوٹا کر دیا۔

۶۔ پھر الف علیحدہ لکھیں۔ اس کا نام پوچھیں۔

۷۔ پھر چھوٹے ب میں الف کو جوڑیں اور دکھائیں۔

۸۔ بچوں سے پوچھیں، ہم نے ب میں کون سا حرف جوڑ دیا ؟ (ا)

۹۔ جب کسی حرف میں الف جوڑ دیا جاتا ہے تو اس حرف کی آواز اونچی ہو جاتی ہے اور منہ کھول کر نکالی جاتی ہے ۔ ب + ا = با۔

اب تختۂ سیاہ پر ایک ایک مرکب لکھ کر پڑھائیں :۔

اسی طرح یہ پڑھو با

اب یہ پڑھو تا

یہ پڑھو ٹا

یہ پڑھو ثا

۱۰۔ اب با جا کا دوسرا ٹکڑا جا لے کر سمجھائیے اور بتائیے کہ ج چ ح خ ایک ہی شکل کے ہیں۔ صرف نقطوں سے پہچان ہوتی ہے ۔ ج میں ایک نقطہ ہوتا ہے ۔ چ میں تین نقطے ہوتے ہیں ۔ ح خالی ہوتا ہے اور

خ کے سر پر ایک نقطہ ہوتا ہے۔

جس طرح گلے تک تمھارا سر ہی دیکھ کر تم کو پہچان سکتے ہیں اسی طرح ان کے سر دیکھ کر ہم پہچان سکتے ہیں۔ دیکھو :-

ج چ ح خ صاف پہچانے جاتے ہیں۔

۱۱- اب ہر ایک کے ساتھ الف ملا کر با کی طرح اونچی آواز نکلوائیے۔

۱۲- اب تختۂ سیاہ پر ن لکھئے اور پڑھائیے۔

۱۳- پھر چھوٹا سا ن لکھئے اور پڑھائیے۔

۱۴- اس ن میں الف ملائیے اور پڑھائیے اور یہ بتائیے کہ یہ کبھی چھوٹے ب کی طرح لکھا جاتا ہے۔ اس میں اور ب میں یہ فرق ہوتا ہے کہ ب کا نقطہ نیچے ہوتا ہے۔ اور اس کا ایک نقطہ اوپر دیا جاتا ہے۔

۱۵- اسی طرح ي کی ترکیبی شکل کی وضاحت کیجئے اور بتائیے کہ یہ حرف بھی جب کسی حرف کے ساتھ ملایا جاتا ہے تو ب کی طرح ہی لکھا جاتا ہے مگر اس کے نیچے دو نقطے دیئے جاتے ہیں۔ جس حرف کے نیچے تم دو نقطے دیکھو بس سمجھ جاؤ کہ ی ہے۔

۱۶- زیرِ تدریس چھوٹے حروف کا تعارف جب ہو جائے تو ان کی شناخت کی مشق کے لئے مناسب کھیل کھلائے جائیں۔ حروف شناسی کے تدریسی اشارات میں جتنے کھیل مذکور ہوئے ہیں وہ سب تھوڑی سی ترمیم کے بعد کھلائے جا سکتے ہیں۔ دو حرفی ٹکڑوں سے مختلف الفاظ بنائے جا سکتے ہیں جیسے کہ قاعدے کے صفحے پر درج ہیں۔ پھر

ان لفظوں سے جملہ سازی کے کھیل بھی ہو سکتے ہیں۔

دو حرفی ٹکڑوں کی مشق کے ساتھ سہ حرفی الفاظ بھی حروف کے چکر کے ذریعے پڑھائے جا سکتے ہیں۔ مثلاً تختۂ سیاہ پر با لکھ دیجئے۔ اس کے محاذی حروف کا چکر رکھ کر اوپری دفتی کو گردش دیجئے۔ ب نمودار ہو تو بچے باب پڑھیں گے۔ پ نمودار ہو تو باپ۔ علیٰ ہٰذا القیاس۔ بات۔ بال۔ بام۔

اسی طرح یا لکھ کر مشق کرائیے۔ پھر جا لکھ کر مشق کرائیے

قاعدہ صفحہ ۱۲

کا اور گا کی ترکیبی شکل بچوں کی سمجھ میں نہیں آئے گی اور چونکہ عبارت میں بکثرت آتا ہے اس لئے اس کی پوری شکل کا تعارف کرا دیا گیا ہے مقصد یہ ہے کہ بچے اس لفظ کی شکل جلد پہچان لیں اور جلد جملے کی منزل تک پہنچنے کے قابل بن جائیں۔

اس کا طریق تدریس بھی تصویر پر گفتگو کے ذریعے ہو پھر اس کی شناخت کی مشق پڑھائے ہوئے لفظوں کے ساتھ کرائی جائے جیسا کہ قاعدے میں مندرج ہے۔

کا اور گا کے تعارف کے بعد ان کی شناخت کی مشق کے دوران حروف کے چکر کا استعمال کیا جائے۔

تختۂ سیاہ پر کا لکھ کر اس کے مقابل حروف کا چکر رکھ دیں اور اوپر کی دفتی کو گردش دے دے کر ایک ایک حرف ظاہر کرتے جائیں اور بچوں سے پڑھاتے جائیں (کاٹ۔ کاج۔ کال۔ کام۔ کان وغیرہ) اسی طرح گا لے کر عمل کریں۔

فصل یازدهم

اعراب اور حروفِ علّت

قاعدے کے صفحہ ۱۶ سے اعراب کا آغاز کیا گیا ہے۔ اعراب زبر زیر اور پیش کو کہتے ہیں اور حروف علت الف۔ واو اور ی ہیں۔ زبر کو الف سے تعلق ہے، زیر کو ی سے اور پیش کو واو سے تعلق ہے۔

قاعدے کے صفحہ ۱۶ میں زیر کی آواز کا تعارف کرا کے اسی کی مشق کرائی گئی ہے۔ اس کے لئے اِملی کی تصویر دکھا کر اس کا نام دریافت کیا جائے۔

(۲) لفظ املی کا تجزیہ کر کے اِم کی آواز بتائی جائے۔

(۳) تختۂ سیاہ پر ام اور اِم لکھ کر دونوں کا فرق دکھایا جائے۔ اور یہ اخذ کرایا جائے کہ ام میں الف کے نیچے ایک چھوٹی سی ترچھی لکیر ہے۔ اسی نشان کے سبب سے الف کی آواز نیچی اور چھوٹی ہوگئی ہے۔

(۴) اب تختۂ سیاہ پر اِ کے ساتھ س۔ ن لکھ کر آواز نکلوائی جائے۔

(۵) "حرف کا چکر" مشق کے لئے بہت مفید ہے۔ تختۂ سیاہ پر کوئی حرف (خاص کر چھوٹی شکل کا حرف) زیر کے ساتھ لکھ کر اس کے محاذی حروف کا چکر رکھ دیں اور اوپری دفتی کو گردش دے کر دونوں حروف کا تلفظ

کرائیں۔

(۶) آخر میں قاعدہ کا صفحہ ۱۶ پڑھائیں (اجتماعی اور انفرادی دونوں طریقوں سے)

یَہ اور ہے کا تعارف

قاعدہ صفحہ ۱۷ پر پہنچ کر بچے جملے کی منزل پر پہلا قدم رکھ دیتے ہیں۔

یَہ اور ہے میں ے اور ہ کی شکلیں بہت بدلی ہوئی ہیں اس لئے ان کی ترکیب کا سمجھنا ان کی استعداد سے باہر ہے اور یہ دونوں لفظ زبان میں کثیر الاستعمال ہیں۔ اس لئے کیوں نہ ہم ان کی شکلوں کی شناخت کرادیں۔

اس پورے صفحے کے تمام الفاظ سیکھے ہوئے قاعدوں پر مشتمل ہیں اس لئے ان کا پڑھ لینا بچوں کے لئے دشوار نہ ہوگا۔

(۱) تختۂ سیاہ پر طوطے کی تصویر بنائیے یا کاغذ پر بنی ہو تو تختۂ سیاہ پر رکھ دیجئے اور اس کے دائیں بائیں یَہ اور ہے لکھ دیجئے۔

(۲) بچوں سے پوچھئے کہ یہ کیا ہے؟ (اگر بچے صرف طوطا کہیں تو انھیں ہدایت کیجئے کہ ہماری بات کا پورا جواب دیں) "یہ طوطا ہے" کا جملہ انھی کی زبان سے کہلائیے۔

(۳) پھر پائنٹر رکھ کر یہ — طوطا — ہے خود پڑھئے۔

(۴) دو تین بچوں سے پڑھوائیے۔ آخر میں یَہ اور ہے کی شکل ذہن نشین کرائیے اور طوطے کی جگہ مختلف چیزوں کی تصویریں رکھ رکھ کر پڑھائیے۔

(۵) جن چیزوں اور جانوروں کے نام پڑھ چکے ہوں ان کے لفظ درمیان

میں رکھ کر پڑھائے جائیں (مثلاً چڑیا۔ نادر۔ شاخ۔ دن۔ رات۔ برتن۔ چاول وغیرہ بہت سے الفاظ قاعدے میں پڑھ چکے ہیں۔)

(٦) سب سے آخر میں قاعدے کے صفحہ ۱۱ کے جملے پڑھائیے۔

یٖ کی آواز

بچے یہ جان چکے ہیں کہ زیر کی آواز نیچی اور چھوٹی ہوتی ہے۔ اس سابقہ واقفیت کو لے کر یٖ کی آواز کا تعارف کرایا جائے۔

یٖ کی آواز نیچی اور لمبی ہوتی ہے۔ جو حرف اس کے ساتھ ملتا ہے اس کی آواز بھی نیچی اور لمبی ہو جاتی ہے (مثلاً دِی۔ ڈی۔ جی۔ سی۔ نی۔)

حسب طریق معروف مختلف حروف کے ساتھ یٖ لگا کر پڑھائیں۔

ےَ کی آواز

ے کی آواز آڑی ہوتی ہے جیسے دِے۔ اس سے پہلے جو حرف آتا ہے اس کی آواز بھی اسی کی طرح آڑی ہو جاتی ہے۔ اس کے نیچے دو نقطے صرف اس وقت دیئے جاتے ہیں جب کہ اس کی شکل بدلی ہوئی ہو۔ (جیسے ایکؔ میں)

ے پر اگر ہمزہ ہو تو الف کی آواز آڑی ہوگی جیسے آئے، جائے۔ گا ے پر ہمزہ کی ضرورت نہیں۔ اگر ہمزہ ہوگا تو آواز لمبی ہو جائے گی اور گائے پڑھا جائے گا (جو مصدر گانا سے فعل مضارع ہے)

یٖ اور ے جب لفظ کے شروع اور درمیان میں آتی ہیں تو ان کی شکلیں چھوٹے ب کی سی ہو جاتی ہیں۔ مگر نیچے کے دو نقطوں سے پہچان

ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ چھوٹے حروف کی تدریس میں واضح کیا گیا ہے۔)

کسی لفظ کے درمیان آنے سے یَ اور ےَ کی آوازیں تین طرح کی ہوتی ہیں۔ یہ فرق زیر اور زبر سے ہوتا ہے۔ شیر بغیر اعراب درندہ کا نام ہے۔ شِیر زیر کے ساتھ دودھ کے معنی ہیں۔ سَیر زبر سے چلنے کے معنی ہیں۔

ان تینوں آوازوں کی مشق قاعدہ کے صفحہ ۲۰ پر کرائی گئی ہے اور تصویری طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

د۔ ڈ۔ ذ کی متبدل شکلیں

یہ تینوں حروف الف۔ ر۔ و کے سوا کسی حرف کے بعد ملائے جاتے ہیں تو ان کی شکل ر کی ہو جاتی ہے۔

صفحہ ۲۳ پر یہی قاعدہ بتا کر اس کی مشق کرائی گئی ہے۔

و کی آوازیں

واو کی اصل آواز گول ہوتی ہے۔ کسی حرف کے بعد آتا ہے تو اس حرف کی آواز بھی گول ہو جاتی ہے۔

دیکھو، اس کا سر بھی گول ہے۔

یہ قاعدہ بتانے کے لئے مور کی تصویر اور اس کا لفظ لے کر سمجھایا گیا ہے۔ پھر مشق کے لئے مختلف الفاظ اسی آواز کے دیئے گئے ہیں۔ پھر جملے پڑھائیں گے۔

۲۔ واو سے پہلے حرف پر زبر ہو تو زبر کی آواز کے ساتھ گول آواز نکلے گی۔

(جیسے اَور۔ فَوج)

صفحہ ۲۶ پر اسی قاعدہ کی مشق کرائی گئی ہے۔

۳۔ واو معروف بتانے سے قبل پیش کی آواز بتانا اور اس کی مشق کرانا ضروری ہے ۔ پیش واو کا چھوٹا بھائی ہے ۔ اسی لئے اس کی شکل بھی اس سے ملتی جلتی ہے ۔ یہ جس حرف پر ہوتا ہے اس کی آواز پھُرتی سے دباؤ کے ساتھ گول نکلتی ہے ۔ (جیسے اُڑ ۔ گُڑ ۔ دُم)

۴۔ صفحہ ۲۷ پر پیش کی آواز کا سبق دینے کے بعد پیش اور واو کی آواز صفحہ ۲۸ پر سمجھائی گئی ہے ۔ قاعدہ یہ ہے کہ واو سے پہلے حرف پر پیش ہو تو اس کی آواز دباؤ کے ساتھ گول اور لمبی نکلے گی ۔ (جیسے بُو)

فصل دوازدھم

تدریسی اشارات ـــ جماعت اوّل

پہلی کتاب کا دوسرا سبق

مقصد :- (۱) عبارت خوانی سکھانا۔

(۲) ذخیرۂ الفاظ بڑھانا۔

(۳) چند نئے الفاظ کا تعارف۔

(۴) بات چیت کا سلیقہ پیدا کرنا۔

تدریس کے لئے ضروری سامان :-

۱۔ کالی مرغی کی تصویر جس میں دو تین پودے ہوں اور مرغی دانے چگ رہی ہو۔

۲۔ چڑیا کی تصویر۔

۳۔ دانہ ۔ باغ ۔ کالی ۔ مرغی ۔ چڑیا ۔ بھوکی ۔ بھوک کے لفظی کارڈ۔

پہلی منزل : تشویق

بچوں میں سبق کی طرف میلان پیدا کرنے کے لئے استاد کا بطور تمہید

مناسب بات چیت کرنا۔

استاد۔ بچو! تصویر دیکھو گے؟

جواب۔ جی ہاں۔

استاد۔ اچھا تو، ادب سے بیٹھ جاؤ۔ آنکھیں بند کر لو۔

(اتنے میں کالی مرغی کی تصویر نکال کر)

آنکھیں کھولو ـــ دیکھو۔

یہ کیا ہے؟

جواب۔ یہ مرغی ہے۔

دوسری منزل ـــ سبق کی طرف گریز

استاد۔ یہ لال مرغی ہے، یا کالی مرغی؟

جواب۔ یہ کالی مرغی ہے۔

(تصویر فریم میں رکھ کر)

آنکھیں بند کرو (کالی مرغی کا لفظی کارڈ نکال کر فریم میں لگا دیں)

استاد۔ یہ پڑھو، اس پر کیا لکھا ہے؟ (کالی مرغی)

(اب تختۂ سیاہ پر" کالی مرغی" لکھ کر) یہ پڑھو۔ (کالی مرغی)

استاد۔ مرغی میں کون کون سے حروف ہیں؟ (م ۔ ر ۔ غ ۔ ی)

"مُر" کے ہجے کرو۔

(مُ ۔ ر)

استاد۔ "غی"، کے ہجے کرو۔

(غ ۔ ی)

استاد۔ اس کالی مرغی کی کہانی سنو گے ؟

جواب۔ جی ہاں !

استاد۔ اچھا، لو سنو، ایک کالی مرغی تھی۔

(تصویر کی طرف اشارہ کرکے) دیکھو یہ کیا کر رہی ہے ؟

(دانے چگ رہی ہے)

استاد۔ مرغی دانے کیسے چگتی ہے ؟

(بچے نقل کرکے دکھائیں گے)

استاد۔ وہ چونچ سے ایک ایک دانہ اٹھاتی ہے، یا بہت سے دانے ؟

جواب۔ ایک ایک دانہ۔

استاد۔ (دانہ کا لفظی کارڈ دکھاکر) یہ کیا لکھا ہے ؟ (دانہ)

(تختہ سیاہ پر لکھ کر بھی پڑھایا جائے)

استاد۔ ہاں، تو یہ مرغی کیا کر رہی ہے ؟

(دانہ چگ رہی ہے)

استاد۔ کہاں چگ رہی ہے ؟

(نہ بتانے پر تصویر میں چند پودے دکھاکر "باغ"، کا لفظ نکلوائیں۔ نہ کہیں تو مدرس "باغ" کا لفظی کارڈ پیش کرکے کہے۔)

دیکھو وہ اس جگہ ہے۔

اب بتاؤ کہاں ہے ؟

(باغ میں)

باغ کا لفظ فریم میں لگا کر تختۂ سیاہ پر بھی باغ کا لفظ لکھیں اور پڑھائیں۔

استاد۔ اب دوسری تصویر دیکھو گے ؟

جواب ۔ جی ہاں !

استاد ۔ آنکھیں بند کر لو (اب چڑیا کی تصویر نکال لیں)

آنکھیں کھولو ۔۔۔ دیکھو

یہ کیا ہے ؟

جواب ۔ چڑیا ۔

(تصویر فریم میں رکھ دیں)

استاد ۔ (چڑیا کا لفظی کارڈ دکھا کر) یہ پڑھو (چڑیا)

تختۂ سیاہ پر "چڑیا" لکھ کر پڑھائیں ، پھر بدستور اس کے حروف کا تجزیہ کرائیں ۔ اس کے بعد ہجے کرائیں)

استاد ۔ اب اس کی کہانی سنو گے ؟

جواب ۔ جی ہاں !

استاد ۔ یہ چڑیا باغ میں گئی ۔

کون سے باغ میں ؟

اسی باغ میں جہاں مرغی دانہ چگ رہی تھی ۔

یہ چڑیا بے چاری بھوکی تھی۔
کیسی تھی؟ (بھوکی)
("بھوکی" کا لفظی کارڈ دکھا کر) یہ پڑھو۔ کیا لکھا ہے؟
(بھوکی)
(تختہ سیاہ پر "بھوکی" لکھ کر) "بھوکی" میں کون کون سے حروف ہیں؟ (بھ و ک ی)
"بھو" کے ہجے کرو۔
(بھ + و)
"کی" کے ہجے کرو۔
(ک + ی)
اس کے بعد "بھوک" کا لفظی کارڈ دکھا کر پڑھائیں۔ پھر تختۂ سیاہ پر لکھ کر پڑھائیں اور بدستور سابق ہجے کرائیں۔

استاد۔ ہاں، تو یہ بھوکی چڑیا بھوک کے مارے چلّا رہی تھی۔ تم کو جب بھوک لگتی ہے تو اپنی اماں سے کیا کہتے ہو؟
(اماں جان! بھوک لگ رہی ہے، کھانا دیجیے۔)

استاد۔ تو کیا باغ میں چڑیا کی ماں تھی؟
(جی نہیں)

استاد۔ پھر وہ کیوں چلّا رہی تھی؟
(بھوک سے چلّا رہی تھی۔)

استاد۔ چڑیا کیسے چلاتی ہے ؟

(چوں چوں)

(اب "چوں چوں" تختۂ سیاہ پر لکھ کر پڑھائیں)

استاد۔ ہاں، تو اس چڑیا کی چوں چوں پر مرغی سمجھ گئی کہ یہ بھوکی ہے۔

اس لیے اس نے چڑیا کو بلایا۔

آ چڑیا۔

استاد۔ اچھا بتاؤ، مرغی دانہ چگنے کے لئے اپنے بچوں کو بلاتی ہے تو کیسی آواز نکالتی ہے ؟

(چگ چگ۔ چگ چگ)

بس، مرغی کو چڑیا پر ترس آیا، تو اس نے اسے بلایا۔ اور کہا آ چڑیا "چگ چگ، دانے چگ"۔

یہ آخری فقرہ تختۂ سیاہ پر لکھ کر پڑھائیں، یہ پڑھو، مرغی نے کیا کہا ؟

استاد۔ مرغی کے اس کہنے پر چڑیا آئی اور دانے چگ کر پھُر سے اڑ گئی اور خوش ہو کر گیت گانے لگی۔

کیا گانے لگی ؟ (گیت)

تم نے پہلے سبق میں کس کا گیت گایا ہے ؟

(اللہ کا)

ذرا وہ گیت سناؤ تو۔

اے اللہ، اے میرے مالک

....

اب گیت کا لفظی کارڈ دکھائیں اور پڑھائیں ۔ پھر تختۂ سیاہ پر لکھیں اور پڑھائیں ۔

تیسری منزل ـــــ نئے الفاظ کی مشق

کہانی یہاں ختم ہو گئی ۔ بچوں نے کہانی سن لی ۔ اس کہانی میں آئے ہوئے نئے الفاظ بھی اب ان کے لئے اجنبی نہیں رہے ۔ تختۂ سیاہ پر موجود ہیں ۔ انفرادی طور پر یہ الفاظ بچوں سے پڑھالیں تاکہ شناخت اور پختہ ہو جائے ۔

چوتھی منزل ـــــ درسی کتاب

اس کے بعد بچوں سے کہا جائے کہ یہ کہانی تمھاری کتاب میں ہے ۔ تم کتاب کھول کر دیکھو اور خاموشی سے ایک بار پڑھ لو ۔

تین چار منٹ کے بعد استاد پڑھائی کا نمونہ دیں ۔ ضرورت سمجھیں تو اجماعی طور پر پڑھائیں ۔ یہ سبق چونکہ نظم و نثر کے بین بین ہے ۔ یعنی بچوں کے مذاق اور لہجے کے مطابق ایک گیت کی شکل میں ہے اس لئے اس کی نمونے کی پڑھائی بھی اسی قسم کی ہو ۔ اس کے بعد انفرادی طور پر بچوں سے پڑھائیں ۔ پہلے کسی ہوشیار بچے سے ، پھر اوسط درجے کے بچے سے ، اس کے بعد کمزور سے ۔ تلفظ اور لہجے کی درستی خود کرتے رہیں ۔

پانچویں منزل — جانچ

جماعت اوّل کی اس منزل میں اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ کہانی کے الفاظ کے کارڈ بچوں کو دے دیئے جائیں اور کہا جائے کہ ان کو فرش پر جما کر کہانی بنائیں لیکن اسی طرح بنائیں جس طرح کتاب میں سطریں ہیں۔

۲۔ کہانی سے متعلق سوالات بھی کیے جاسکتے ہیں۔

۳۔ جملے کی خالی جگہ میں کئی لفظوں میں سے ایک لفظ چن کر لکھایا بھی جاسکتا ہے۔

فصل سیزدھم

درسی کتاب پڑھانے پر اشارات

(جماعت دوم و سوم کے لئے)

ان جماعتوں میں مدارج تدریس ذیل کے مطابق ہوں گے:۔

۱۔ تشویق: بچوں میں شوق اور میلان پیدا کرنے کے لئے ایسی بات چیت جو سبق سے مناسبت رکھتی ہو۔ اور جسے سابقہ معلومات سے تعلق ہو۔

۲۔ بات ہی بات میں وہ چیزیں جو سبق میں آئی ہوں، پیش کر دینا۔ اگر وہ میسر نہ ہوں تو ان کے ماڈل، نمونے اور یہ بھی نہ ہوں تو ان کی تصویر دکھا کر بات چیت کرنا۔ بات چیت کا ہر جملہ بہت آسان اور چھوٹا ہو۔ جہاں تک ممکن ہو لفظ بہت معمولی اور آسان بولنا چاہیئے تاکہ بچے منہ سے نکلتے ہی آسانی سے اس کا مطلب سمجھ سکیں۔ جواب ہمیشہ پورے جملے میں لیا جائے تاکہ بچوں میں ادائے بیان کی قوت پیدا ہو۔ ان کے جواب میں اگر کوئی لفظ تلفظ کے لحاظ سے غلط ہو تو اسی وقت تلفظ صحیح کر دینا چاہیئے۔ پھر بات چیت

میں ایسا سلسلہ اور ربط ہو کہ شروع سے آخر تک سننے دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ایک کے بعد ایک نکلتی جا رہی ہیں۔

۳۔ بات چیت ہی کے سلسلے میں عبارت زیر درس میں آئے ہوئے الفاظ ایک ایک کر کے لیے جائیں۔ استاد کو قبل از وقت ان سے متعلق مندرجۂ ذیل معلومات و وسائل مہیا کر لینے چاہئیں۔

(۱) کاغذ کے چھوٹے چھوٹے قطعات پر نئے الفاظ واضح، صحیح اور جلی لکھے ہوں۔

(۲) جس چیز کا نمونہ مل سکے، اس کا نمونہ۔

(۳) جس لفظ کی تشریح کرنے والی تصویر ہو سکتی ہو، اس کی تصویر۔

(۴) ہر لفظ کم سے کم پانچ جملوں میں استعمال کر کے ان کی یادداشت ایک کاپی میں۔

(۵) جو لفظ اعضائے ظاہری، ہاتھ، منہ، آنکھ وغیرہ کی حرکت سے سمجھائے جا سکتے ہیں ان پر غور مثلاً "قہقہہ" کا لفظ ہو تو اس کے سلسلے میں مسکراہٹ، ہنسی اور قہقہہ تینوں کا فرق عملاً لب منہ اور آواز کے ذریعے ظاہر کیا جائے۔

(۶) جس لفظ کے معنی اس سے آسان لفظ میں ہو سکیں، تلاش کر کے رٹ لیں۔ خواہ مخواہ غیر ضروری طور پر لفظ کے معنی نہ بتائے جائیں کہ یہ بڑی غلطی ہے۔ میں نے اتفاق سے جماعت چہارم کے ایک بچے

کی اردو کاپی دیکھ لی۔ اس میں الفاظ کے معنی درج تھے۔ بہت سے لفظوں کے معنی پڑھ کر بے اختیار ہنسی آگئی اور بعد میں افسوس بھی ہوا۔ مثلاً اس میں قطار کے معنی صف، یکساں کے معنی برابر، قائم کے معنی بنانا اور عمارت کے معنی گھر لکھے تھے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ تدریس میں کسی لفظ کے معنی ضرورتاً بتائے جاتے ہیں تو وہ اکثر فرضی ہوتے ہیں۔ خوف کے معنی ڈر اور درد کے مترادف دکھ بتانا ٹھیک ہے۔ مگر درد کے مترادف تکلیف بتا دینا غلط ہے کیونکہ درد سے کسی کو تکلیف ہوتی ہے، تو تکلیف درد کا نتیجہ ہوئی۔ پھر تکلیف کا استعمال ہم اردو زبان میں مختلف موقعوں پر کرتے ہیں۔ درد کی تکلیف کے علاوہ سفر کی تکلیف، انتظار کی تکلیف اور کسی کے گھر جانے کی تکلیف بھی بولتے ہیں۔

غرض کسی لفظ کا مترادف اردو میں موجود ہو اور بچوں کی سابقہ معلومات کے دائرے میں ہو تب ہی مترادف بتانا چاہیے۔ گلزار کا مترادف باغ اور چمن کا مترادف کیاری یا باغ کا تختہ ہے۔ مگر عمارت کا مترادف مکان یا گھر، تاریخ کے معنی دن، جنگ کے معنی لڑائی اور بحث کے معنی تکرار بتانا غلط ہو گا۔

(۷) اگر کسی لفظ کا ہم معنی کوئی آسان لفظ نہ ملے جسے بچے پہلے سے جانتے ہوں تو اس صورت میں نمونہ، تصویر اور عمل سے سمجھایا جائے۔ جملوں میں استعمال کیا جائے۔ پھر بچوں سے وہ لفظ جملوں میں استعمال

کرایا جائے کسی لفظ کا صحیح استعمال اگر بچہ کر سکتا ہے تو یہ بہت کافی ہے۔ اس کے بعد ضروری نہیں کہ وہ اس کا مترادف اور ہم معنی بھی جانے۔

(۸) اگر کسی لفظ کا متضاد لفظ ہو تو اس کی یاد داشت بھی محفوظ کر لینی چاہیئے۔ متضاد الفاظ اسم ہی نہیں ہوتے بلکہ صفت، فعل اور دوسرے اجزائے کلام بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً

فعل کے تحت :۔ ہنسنا، رونا، لینا، دینا۔

صفت کے تحت :۔ سخت۔ نرم۔ گرم۔ سرد۔ بھاری۔ ہلکا۔

صلہ فعل کے تحت :۔ اِدھر اُدھر۔ یہاں وہاں۔

ضمیر اور اشارہ کے تحت :۔ اِس۔ اُس۔ یہ۔ وہ۔

بعض وقت متضاد لفظ سے بھی معنی ومفہوم کی وضاحت میں آسانی ہوتی ہے۔

(۹) جو لفظ بہت سی چیزوں پر حاوی ہو، اس کے تحت ان چیزوں کے نام کی فہرست بنائی جائے جن سے بچے واقف ہوں۔ مثلاً

کرتہ۔ پاجامہ۔ شیروانی۔ کوٹ۔ پگڑی۔ پتلون۔ ٹوپی۔ شلوار سب لباس ہیں۔

دھان۔ کپاس۔ گلاب۔ گیندا۔ جوار۔ باجرہ۔ گیہوں۔ چنا سب کے ساتھ پودے کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔

برگد۔ نیم۔ آم۔ پیپل۔ ببول کے درخت ہوتے ہیں۔

۱۰۔ جب نئے الفاظ پر بات چیت ہو چکے اور ان کا مفہوم اور ان کی تحریری

شکلیں ذہن میں آجائیں تب درسی کتاب پڑھانے کا کام کیا جائے۔

۵۔ بچوں سے کہا جائے کہ سبق کی عبارت کتاب میں دیکھ کر خاموشی سے پڑھیں۔ خاموش پڑھائی کے لیے دو تین منٹ کا وقت دیا جائے گا تو بچے نئے لفظوں اور نئے جملوں کو اپنے طور پر پڑھ کر باآواز پڑھائی کے لیے تیار ہو جائیں گے۔

زبان کی تعلیم میں خاموش پڑھائی کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ کیوں کہ روزمرہ زندگی میں خاموش پڑھائی کا کام زیادہ پڑتا ہے۔ اس سے مطلب فہمی کی استعداد پیدا ہونے میں بھی مدد ملتی ہے خاموش پڑھائی اگر مطلب فہمی کے ساتھ نہ ہو تو اس کا عملی زندگی میں کوئی فائدہ نہیں۔ اس وصف کو پیدا کرنے کے لئے مطلب فہمی کی جانچ کے نئے طریقے وضع کیے گئے ہیں اور ہم نے درسی کتابوں میں انہی کا لحاظ رکھا ہے۔

۶۔ خاموش پڑھائی کے بعد باآواز پڑھائی کی جائے۔ پہلے استاد پڑھائی کا نمونہ دیں۔ نمونہ ایسا ہو جس میں خوش خوانی کے تمام اوصاف موجود ہوں:۔

(۱) مناسب مقام پر وقفہ ہو۔ وقفہ دو طرح کا ہوتا ہے:۔

(ا) ترکیبی وقفہ۔ یعنی جملے کے مرکبات میں سے ہر مرکب پڑھنے کی حالت میں علیحدہ معلوم ہو۔ مثلاً "رشید نے نجمہ کی کتاب واپس نہیں کی"۔ اس ایک جملے کے تین ٹکڑے ہیں۔ ہر ٹکڑا بیک وقت پڑھنا چاہیے۔

(ب) کامل وقفہ۔ ہر مکمل جملے پر جہاں فعل آجائے، وقفہ کرنا چاہیے۔

پڑھائی میں اگر الفاظ دیکھ دیکھ کر یکے بعد دیگرے پڑھتے چلے جائیں تو سننے والے کو نہ کوئی لطف آئے گا اور نہ وہ مطلب سمجھ سکے گا۔ جس لفظ کو جس سے تعلق ہو اسی کے ساتھ ملانا چاہیئے۔ بے موقع تقدیم و تاخیر سے پڑھائی ناقص ہوتی ہے۔

(۲) لہجہ جملے کے مناسب ہو، یعنی سوال، تعجب، افسوس، خوشی، ندا، جیسا موقع ہو ویسا ہی لہجہ آواز سے ظاہر ہونا چاہیئے۔

(۳) تغیرِ لحن (آواز کا اتار چڑھاؤ) جس لفظ پر زور دینا ہو اس پر زور دے کر نسبتاً اونچی آواز سے پڑھا جائے۔

(۴) ہر لفظ کا تلفظ صاف اور صحیح ہو، تلفظ کرنے میں عجلت سے بچنا چاہیئے۔

۷۔ استاد کی نمونے کی پڑھائی کے بعد جماعت کا کوئی ہوشیار لڑکا پڑھے۔ اور ہر بات میں استاد کی نقل کرنے کی پوری کوشش کرے۔ اس کے بعد اوسط درجہ کا لڑکا پڑھے۔ پھر کمزور لڑکا۔ اس دوران میں استاد حسب ضرورت لڑکوں کی اصلاح نمونہ دے کر کریں اور نمونے کی نقل اجتماعی طور پر بچوں سے کرائیں۔

۸۔ آخر میں پڑھے ہوئے سبق کی جانچ سوالات کے ذریعے کر لی جائے۔ یہ زبانی بھی ہوتی ہے اور تحریری بھی۔ چنانچہ اس کے نمونے درسی کتاب کے اسباق میں دیئے گئے ہیں۔

فصل چہاردھم

تدریس کے اسباق

جماعت چہارم و پنجم

ان جماعتوں میں تدریس کے مدارج ذیل کے مطابق ہوں گے:۔

۱۔ تشویق: ایسی بات چیت جو عبارتِ زیرِ درس سے مناسب ہو اور لڑکوں میں یک سوئی اور میلان پیدا کرے۔

۲۔ عبارت زیر درس میں آئے ہوئے نئے الفاظ اور محاوروں پر گفتگو، ان کے تلفظ، مفہوم اور استعمال۔

تلفظ کے ضمن میں یہ بات یہاں قابل ذکر ہے کہ فارسی اور عربی کے اکثر کثیر الاستعمال لفظوں کا تلفظ غلط بتایا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ طلبا، غلط تلفظ کو صحیح سمجھ کر بولتے ہیں اور اوپر کی جماعتوں میں پہنچنے کے بعد بھی یہ غلطیاں باقی رہتی ہیں۔ مثال کے لئے ذیل میں چند الفاظ کے غلط اور صحیح تلفظ درج کئے جاتے ہیں:۔

غلط تلفظ	صحیح تلفظ
خطِ اُستوا	خطِ اِستوا

صحیح تلفظ	غلط تلفظ
سَمْت	سِمْت
جَنوب	جُنوب
سُوال	سوال
جَہالت	جِہالت
جدّ و جُہد	جَدّ و جِہد
حَقارت	حِقارت
خَزاں	خِزاں
رِضا	رَضا
مُساوات	مَساوات
شِمال	شُمال
گُزَشتہ	گُزِشتہ
نقْل	نَقَل

معنی و مفہوم بتانے کے سلسلے میں چند باتیں اس سے قبل لکھی جا چکی ہیں۔ یہاں مزید چند امور جو ان جماعتوں میں خاص طور پر موثر اور مفید ہوں گے بیان کئے جاتے ہیں :۔

(۱) لفظی معنی نہ بتائے جائیں بلکہ عبارتِ زیرِ درس میں لفظ کا جو مفہوم ہو اسے واضح کیا جائے جس کا طریقہ یا تو مشاہدہ ہے یا عمل یا جملے میں استعمال ۔ مترادف اور ہم معنی الفاظ ابتدا میں چنداں مفید نہیں ہوتے۔

یہ تو اس وقت مفید ہوتے ہیں جب کہ ذہن میں لفظوں کا کافی ذخیرہ ہو۔ بچوں میں جیسے جیسے لفظی ذخیرہ بڑھتا جائے گا مترادف اور ہم معنی لفظ بتانے سے کام چلے گا۔ ابتدا میں تو استاد کو اصلی چیز کے مشاہدے سے یا دہ میسر نہ ہو تو اس کے نمونے سے، وہ بھی نہ ملے تو تصویر سے سمجھانا پڑے گا یا اعمال و حرکات سے بات ہی بات میں جملے میں استعمال کر کے مفہوم واضح کرنا ہوگا۔ جیسا کہ پہلے وضاحت کی گئی ہے۔

(۲) بعض وقت مترادف لفظ بتانے پر بھی اس کا صحیح استعمال بتانا چاہیے۔ مثلاً اگر نیک کا مترادف اچھا بتایا ہے تو دونوں کا فرق واضح کرنا ضروری ہے۔ کہ نیک کا لفظ آدمی، لڑکا، عورت کے ساتھ بولا جا سکتا ہے مگر کسی اچھے جانور یا اچھی چیز کے لئے اس کا استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ نیک مکان، نیک مرغی کبھی کوئی نہیں بولتا۔

(۳) وہ الفاظ جو سابقے اور لاحقے کہلاتے ہیں جہاں کہیں آئیں ان سے کئی کئی الفاظ بنائے اور بنوائے جائیں، پھر ان کا استعمال بھی کرایا جائے۔ مثلاً بے رحم کا لفظ سمجھانے کے بعد بے ادب، بے تمیز، بے عقل، بے شمار، بے کار سمجھائے جائیں اور انھیں استعمال کرایا جائے۔

اسی طرح ایماندار کو سمجھانے کے بعد دار کو مناسب لفظوں کے ساتھ ملا کر طلبہ کے ذخیرۂ لفظی کو بڑھایا جائے۔ شاندار، خبردار، وفادار،

زمین دار ، رشتہ دار ایسے الفاظ بتائے جائیں۔

اسی طرح کہیں بدصورت کا لفظ آئے تو بَد کو دوسرے لفظوں کے ساتھ ملاکر مفہوم دریافت کیا جائے ۔ بد مزاج ، بدزبان، بدقسمت، بدنصیب کے معنی دریافت کر سکتے ہیں ۔ پھر ان کے متضاد الفاظ بھی بتائے جائیں کہ بَد کی جگہ خوش لگاکر بتائے جائیں ۔ خوش مزاج، خوش قسمت ، خوش نصیب وغیرہ ۔

(۳) باآواز پڑھائی ۔ نیچے کی جماعتوں میں اس منزل پر خاموش پڑھائی رکھی گئی ہے جس کا سبب یہ ہے کہ ان جماعتوں کے بچوں میں اتنی استعداد نہیں ہوتی کہ نئی عبارت کو ایک نظر دیکھے بغیر بلا رکاوٹ پڑھ سکیں ۔ نئے الفاظ کی شناخت کے بعد بھی عبارت کو دو تین منٹ کے لئے ان کے سامنے رکھ دینے سے غرض یہ ہے کہ وہ باآواز پڑھائی کے لئے کچھ تیار ہو جائیں ۔ اوپر کی جماعتوں میں یہ حالت نہیں ہوتی ۔ یہاں کے بچے کچھ سمجھ دار اور ہجے کے قاعدوں سے کچھ واقف ہو چکے ہوتے ہیں اور کثیر الاستعمال الفاظ ان کی نظروں سے بار بار گزر چکے ہوتے ہیں ۔ اس لئے وہ پڑھ سکتے ہیں ۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ ان میں یہ مشق و عادت پیدا ہو جائے کہ وہ نئی عبارت کو بے کھٹکے پڑھ لینے کے لئے تیار ہوں ۔

ان جماعتوں میں پڑھائی کا نمونہ ہمیشہ دینے کی ضرورت نہیں ۔ استاد عبارت کی نوعیت کا اندازہ لگاکر فیصلہ کریں ۔ اگر عبارت میں نئے

الفاظ نہ آئے ہوں یا بہت ہی کم آئے ہوں تو پہلے کسی ہوشیار لڑکے سے پڑھائیں۔ پھر درجہ بدرجہ دوسرے لڑکوں سے۔ جہاں کوئی بات "خوش خوانی" کے خلاف ہو فوراً اس کی اصلاح کر دیں۔

۴۔ خاموش پڑھائی۔ بآواز پڑھائی کے بعد خاموش پڑھائی لی جائے۔ لڑکوں سے کہا جائے کہ عبارت کو خاموشی سے پڑھیں اور اس کا مطلب سمجھتے جائیں۔ اس کے لئے مناسب وقت دیا جائے۔ ہم نے تجربے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ چوتھی اور پانچویں جماعتوں میں مطلب فہمی کے ساتھ خاموش پڑھائی کی رفتار ۸۵ الفاظ فی منٹ ہونی چاہیئے۔ استاد عبارتِ سبق کے الفاظ کا شمار پہلے ہی سے کر لیں اور جانچ کے سوالات بھی پہلے ہی بنا لیں۔ یہ سوالات عبارت کے شروع وسط اور آخری حصے پر ہوں تاکہ پوری عبارت کی مطلب فہمی کی جانچ ہو سکے۔

جانچ زبانی اور تحریری دونوں طرح کی جا سکتی ہے۔ جیسا بھی موقع ہو۔ مگر ہفتے میں ایک بار تحریری جانچ ضرور ہونی چاہیئے اور مہینے میں ایک بار پڑھے ہوئے اسباق میں سے کسی سبق کی عبارت کی خاموش پڑھائی مع مطلب فہمی کی جانچ لے کر یادداشت رکھ لیں تو بہت اچھا ہے کہ اس سے لڑکوں کی رفتارِ ترقی کا اندازہ ہوتا رہے گا۔ یادداشت کا چارٹ اس طرح بنایا جائے:۔

خاموش پڑھائی مع مطالب فہمی

جماعت چہارم

معیار ۸۵ الفاظ فی منٹ

نام طالب علم	۳/۴/۸۵	۴/۵/۸۵	۸/۶/۸۵	۹/۷/۸۵	۱۰/۸/۸۵
عبدالرشید	۶۵				
نادر خاں	۶۰				
محمد اسلم	۵۷				

تدریس نظم کا طریقہ

درسی کتابوں میں نظم کے اسباق شامل کرنے کے مندرجہ ذیل مقاصد ہیں :-

۱۔ بچے وزن کے سانچے میں ڈھلے ہوئے رواں اور برجستہ شعروں سے لطف اندوز ہوں۔ ان میں پڑھائی کا ذوق و شوق بڑھے۔

۲۔ متین اور سنجیدہ لفظی ترکیبیں زبان پر رواں ہوں۔

۳۔ ادبی ذوق کا بیج ان کی طبیعت میں پڑے۔

۴۔ اخلاق سے متعلق مضامین ان کے نفس پر اثر انداز ہوں۔

۵۔ کسی بات کو حسن و خوبی سے ادا کرنے کا طریقہ اور نمونہ دیکھیں۔

۶۔ ان کے تخیل کی تربیت ہو۔

انہی مقاصد کے پیشِ نظر درسی کتابوں میں نظموں کا انتخاب نہایت

احتیاط اور سلیقے سے ہونا چاہیے۔

نظم کی تدریس میں مندرجہ ذیل مدارج ہوں گے:۔

۱۔ جس موضوع پر نظم ہو اس سے متعلق تصویر کے ذریعے دلچسپ گفتگو اور اس گفتگو کے دوران نئے الفاظ اور محاوروں کے معنی و مفہوم اور استعمال۔

۲۔ استاد کا مناسب و موثر لب و لہجہ سے نظم کو بآواز بلند پڑھ کر سنانا۔ یہ اس لیے کہ بچے بالعموم نئی نظم کو جب تک نمونہ نہ دیا جائے موزوں نہیں پڑھ سکتے۔ اور نظم کا موزوں پڑھنا ہی ایک اہم وصف ہے۔ اسی سے نظم کی خوبیاں چمک اٹھتی ہیں۔ اسی سے شعر کا مطلب سمجھنے میں بہت کچھ مدد مل جاتی ہے۔ اسی سے بچوں کو حظ و مسرت حاصل ہوتی ہے اور وہ آگے بہت شوق سے نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۳۔ جب استاد نظم سنائیں تو بچے پہلی مرتبہ تو کتاب پر نظر رکھیں۔ پھر جب دوسری مرتبہ سنائیں تو استاد کی طرف دیکھیں۔ اس وقت استاد مناسب مقامات پر لب و لہجہ میں تغیر، آواز کا اتار چڑھاؤ، نرمی اور زور، حرکات و سکنات، چشم و ابرو کی مناسب ادائیں بھی دکھاتے ہیں تاکہ ہر شعر کے ساتھ ہی ساتھ ان صفات و علامات سے بچے شعر کا مفہوم بھی بہت کچھ سمجھتے رہیں اور آیندہ نقل کرنے کی کوشش کر سکیں۔

نظم کا موزوں پڑھنا بھی ایک خاص فن ہے جو دلوں کو موہ لیتا ہے اور سننے والے پر بعض اوقات جادو کر دیتا ہے جس کی توقع ہر استاد سے نہیں ہے۔ تاہم اگر تھوڑا سا بھی ادبی ذوق ہو تو نظم کی پڑھائی جماعت میں موثر اور کامیاب ہو سکتی ہے۔

۴۔ نمونے کی پڑھائی کے بعد ایک دو ہوشیار لڑکوں سے پڑھائیں۔ پھر اوسط درجہ کے لڑکوں سے، پھر کمزور لڑکوں سے، جہاں جس بات میں اصلاح کی ضرورت ہو فوراً خود کر دیں۔ کیوں کہ نظم میں استاد سے بہتر اصلاح تدریس کے دوران کوئی لڑکا نہیں کر سکتا۔ البتہ لڑکوں میں رشک و مناقشت پیدا کرنے کے لئے کبھی کبھی ہوشیار اور خوش آواز لڑکوں سے پڑھوا کر نمونہ دکھانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ مفید اور موثر ہے۔

۵۔ اشعار کے مطلب کے لئے ایسے طریقے سے سوالات کئے جائیں کہ پہلے تو جواب میں شعر یا مصرعہ نثر کی صورت میں تبدیل ہو جائے۔ اس نثر سے مطلب و مفہوم سوالات کے ذریعے اخذ کرانا آسان ہوتا ہے۔ مثال کے لئے یہ دو شعر لے لیجئے جو چوتھی کتاب میں "گدھا شیر بنا" کے عنوان سے اخیر میں آتے ہیں ؎

لاٹھیاں کھا کے وہ گدھا سمجھا اصل اور نقل میں ہے فرق بڑا
ظاہری شان کا خیال ہے کیا شیر کے گن نہ ہوں تو کھال ہے کیا

سوالات:۔ (۱) "وہ گدھا" کس گدھے کی طرف اشارہ ہے؟

(وہ گدھا جو شیر بنا تھا)

(۲) وہ گدھا کب سمجھا؟ (وہ گدھا لاٹھیاں کھا کر سمجھا)

(۳) کیا سمجھا؟ (اصل اور نقل میں ہے فرق بڑا)

(۴) اسے بول چال کے مطابق جملہ بنا کر کہو۔

(اصل اور نقل میں بڑا فرق ہے)

(۵) اصل اور نقل کی مثال کے لئے اور کوئی چیز بتاؤ؟

نہ بتانے پر استاد خود بتائے۔ دیکھو تم دستکاری میں مٹی سے آم کا نمونہ بناتے ہو، اسے آم کا رنگ بھی دے دیتے ہو۔ دیکھنے والا دور سے دیکھتا ہے تو آم سمجھ لیتا ہے۔ اب بتاؤ اصل آم میں اور اس میں کیا فرق ہے؟

ایسی ہی مثال کاغذی پھول اور اصلی پھول کی لی جا سکتی ہے۔

پھر اس آدمی کی مثال آخر میں لی جا سکتی ہے جو لباس تو شان دار پہن لے اور اپنے آپ کو کسی اونچے درجے کا آدمی ظاہر کرے مگر جب کام کا موقع آئے اور نہ کر سکے تو لوگ ہنسیں گے اور اسے بے وقوف کہیں گے۔

اسی لئے دیکھو دوسرے شعر میں کہا گیا ہے کہ "ظاہری شان کا خیال ہے کیا!"

اس مصرعہ میں کیا کو ایسے انداز میں پڑھے کہ حقارت ظاہر ہو۔ پھر اس کا مفہوم واضح کرے کہ ظاہری شان کا خیال کرنا فضول ہے۔ جب کسی میں شیر کی خوبی نہ ہو تو شیر کی کھال پہن لینے سے شیر نہیں بن سکتا۔

طلبہ سے مزید سوالات اور جوابات کے ذریعے اس شعر میں جو اخلاق

تعلیم دی گئی ہے اسے دل نشین کرایا جائے۔

۶۔ ایسے شعر کا مطلب بعد میں کا پیوں پر بطور مضمون لکھانا چاہئے جس میں طلبہ سے کہا جائے کہ مثال کے لئے کہانی بنا کر لکھیں یا اس نظم کو کہانی کے پیرائے میں لکھ دیں۔

۷۔ درسی کتاب کی اچھی اچھی نظمیں حمد، نعت، اسلامی ترانہ اور نیکیوں پر ابھارنے والی نظمیں زبانی یاد کرائیں۔

۸۔ جماعت میں کبھی کبھی "بیت بازی" کا موقع طلبہ کو دیا جائے اس سے بچوں میں زیادہ سے زیادہ اشعار یاد کرنے کا شوق ہو گا۔ حافظہ کی قوت بڑھے گی اور اس عمر کے یاد کئے ہوئے اشعار آئندہ زندگی میں مختلف موقعوں پر فائدہ دیں گے۔

فصل پانزدھم

لکھائی سکھانے کا طریقہ

جماعت اوّل

ابتدئی بچوں کو لکھائی سکھانے میں جلدی نہ کی جائے۔ چند روز کی تعلیم کے بعد جب آنکھ اور ہاتھ کی کچھ کچھ تربیت ہو جائے تب لکھائی شروع کی جائے۔ زبان کی تعلیم کی ابتدائی منزل گفتگو ہے۔ اس کے بعد پڑھائی پھر لکھائی۔ یہ ترتیب معقول ہونے کے ساتھ قدرتی بھی ہے۔ کیوں کہ بچہ دنیا میں پہلے بات چیت ہی سیکھتا ہے۔ استاد کا کام یہ ہے کہ اس کو نقطہ اور مرکز قرار دے کر "زبان کی تعلیم" شروع کرے۔

لکھائی دیر میں شروع کرنے کا ایک خاص سبب یہ بھی ہے کہ بچوں کے ذہن میں بار بار حروف و الفاظ کی صحیح شکل ایک عرصے تک آنکھ کے ذریعہ نقش ہو جائے گی، تو غلطی کا امکان بہت کم رہے گا۔

لکھائی سکھانے سے قبل مندرجہ ذیل تدبیر و عمل سے حروف کی شکلیں ذہن نشین کرائی جاسکتی ہیں۔ اور لکھائی کی دستی اور نظری قوتوں کی تربیت کی جاسکتی ہے:-

۱۔ چکنی مٹی سے حروف کا بڑا ماڈل (نمونہ) بنا کر دفتی کے ٹکڑے پر چپکا دیا جائے اور اسے دیوار پر آویزاں کر دیا جائے۔

۲۔ دفتی پر خوب موٹے قلم سے یا رنگین کھریا سے بہت موٹے حروف لکھے جائیں اور انھیں کاٹ لیا جائے۔ کاٹے ہوئے حروف کسی دفتی پر چپکا دیئے جائیں۔ یہ ابھرے ہوئے حروف ہوں گے بچے ان پر انگلی پھیریں گے۔

۳۔ دفتی کے جو حروف کاٹ کر الگ کر دیئے گئے ہیں، اس سے دفتی کی خالی جگہ میں انھیں حروف کی نالیاں بن گئی ہیں۔ ان کو علیحدہ احتیاط سے رکھا جائے۔ بچے ان پر بھی انگلی یا لکڑی یا قلم پھیریں۔

۴۔ زمین پر چونے سے کوئی حرف بنا دیا جائے اور بچے صفائی سے اس حرف کے نشان پر نالی کھود یں، اور اس نالی میں پانی بھر دیں۔

۵۔ بچوں کے سامنے نمونہ دے کر گیلی مٹی سے نمونہ کا حرف بنوایا جائے۔

۶۔ ایک نقطہ، دو نقطے، الف، کاف وغیرہ آسان حروف و اجزا کاغذ پر موٹے قلم سے لکھ کر بچوں میں تقسیم کیے جائیں اور کہا جائے کہ قینچی سے ان کو تراش کر الگ کریں۔

۷۔ زمین پر قمچی کے ٹکڑے اور انگلی سے لکھایا جائے۔

۸۔ ان مدارج سے گزرنے کے بعد بچوں کو قلم سے لکھانے کی کوشش کی جائے۔

میرے خیال میں بہتر یہ ہے کہ بچوں کے پاس کاٹھ کی تختی ہو اور

اس کے اوپر تختۂ سیاہ پر استعمال ہونے والا مصالحہ پوت کر خشک کر دیا جائے۔ یہ تختی پائدار ہوگی اور بچے اس پر کھریا کے قلم سے اچھی طرح لکھ سکیں گے اور آزادی سے الفاظ و حروف کی بڑی بڑی موٹی شکلیں بنائیں گے۔ اس عمل سے چھوٹے چھوٹے شوشے اور مختصر حروف جو ترکیبی حالت میں آتے ہیں صاف اور نمایاں ہوں گے۔

دوسری ترکیب یہ ہے کہ کمرۂ جماعت کی دیواروں پر موٹی دفتیاں کیل سے فٹ کر دی جائیں اور ان پر تختۂ سیاہ کا سیاہ مصالحہ پوت دیا جائے۔ بچے کھڑے کھڑے کھریا کے قلم سے لکھا کریں۔

اصلاح — جب بچے لکھ رہے ہوں، تو استاد ان کی پشت کی طرف سے لکھائی دیکھے اور جس امر میں غلطی پائے اصلاح کرے۔ قلم صحیح پکڑنا، تختی کو مناسب حالت میں رکھنا، حروف کی شکلیں ان کا جوڑ، توڑ، موڑ، باریکی وغیرہ امور عملی طریقہ سے سمجھائے جائیں۔ یہ کام پشت ہی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔

بچے اکثر جھک کر بیٹھتے ہیں۔ یہ مضر عادت ہے۔ بایاں گھٹنا ٹیک کر سیدھے گھٹنے پر تختی رکھیں اور آنکھ اور تختی کے درمیان کم سے کم ایک فٹ کا فاصلہ رہے۔

نقل نویسی

جب تک بچوں میں حافظہ سے لکھنے کی استعداد نہ پیدا ہو لے

تب تک اِملا نہیں لکھانا چاہیے نقل کرانا چاہیئے کیوں کہ پہلی صورت میں غلطی کا امکان بہت ہے۔ اس سے بچوں میں غلط لکھنے کی عادت پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اور اردو رسم الخط میں متشابہ آواز والے حروف کئی ہیں، اور مختلف موقعوں پر مختصر حروف کے شوشوں کی شکلیں مختلف ہو جاتی ہیں اس لئے قدم قدم پر غلطی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا جب تک بچوں کو کافی مشق نہ ہو جائے محض حافظے سے اردو لکھنا درست نہیں۔

پہلی جماعت میں "قاعدے" کے اسباق میں سے کوئی سبق جس میں چند ہی جملے ہوں، اور دلچسپ ہوں انتخاب کیا جائے اور ایک بڑے کاغذ پر بہت جلی قلم سے نقل کرکے سامنے لٹکا دیا جائے۔ بچے دیکھ کر نقل کریں۔ (عرصہ دراز تک ایک ہی عبارت کی نقل بہتر ہو گی)

اوپر کی جماعتوں میں نقل کے لئے درسی کتاب میں سے کسی ایک پیراگراف کا انتخاب کر لینا چاہیئے جو بچوں کے لئے دلچسپ ہو اور جس میں زیادہ سے زیادہ شکلوں کے الفاظ و حروف ہوں۔ اور الفاظ کی تعداد جماعت کی استعداد کے مطابق ہو۔

بچوں کو ہدایت کر دی جائے کہ وہ نقل کرنے میں یہ کوشش کریں کہ ہر لفظ کی شکل نمونے کے مطابق بنے۔ بعض مدرسین صاحبان لکھائی کی رفتار بڑھانے کے لئے ہدایت کرتے ہیں کہ جلدی جلدی نقل کر دیں دیکھیں کون زیادہ لکھتا ہے۔ یہ ہدایت نہایت مضر ہے۔ استاد کو معلوم ہونا چاہیئے کہ لکھائی کی خوبی صرف رفتار میں تیزی نہیں، بلکہ عمدگی بھی ہے۔ خوش خط

کی رفتار اگر دس الفاظ فی منٹ ہے تو وہ اس بدخط پر قابل ترجیح ہے جس کی رفتار پندرہ الفاظ فی منٹ ہو۔

پھر عام طور پر استادوں کا جانچنے کا معیار بھی گرا ہوا ہے۔ وہ لکھائی کی جانچ میں بہت چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ مثلاً شوشوں کی غلطیاں اور بعض حروف کی غلط بناوٹ۔ وہ کہتے ہیں کہ ابھی یہ بچے ہیں۔ باریک غلطیاں معاف کر دینی چاہئیں۔ مگر یہ اصول غلط ہے۔ ہر غلطی بجائے خود غلطی ہے۔ خواہ کسی سے سرزد ہو۔ چھوٹے سے یا بڑے سے۔ ذیل میں ایسے الفاظ کی چند مثالیں دی جاتی ہیں:۔

غلط الفاظ : کئ ۔ ہے ۔ نے ۔ کوی

صحیح الفاظ : کئی ۔ ہے ۔ نے ۔ کوئی

اگر استاد اس قسم کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز نہیں کریں گے تو بچوں کو اصلاح کا احساس ہوگا اور وہ احتیاط سے لکھنے کی کوشش کریں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ابتدا میں تو ان کی رفتار بہت کم رہے گی مگر الفاظ و حروف کی صحیح شکلیں بناتے بناتے جب ہاتھ جم جائے گا تب رفتار بڑھے گی۔ اس وقت رفتار اور عمدگی دونوں او صاف لکھائی میں موجود ہوں گے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آئندہ کے لئے ان میں صحیح لکھنے کی عادت کی بنیاد پڑے گی اور یہ سب سے اہم چیز ہے۔

اردو میں لکھائی کی رفتار کا معیار تو ہر جماعت کے لئے نصاب میں متعین کر دیا گیا ہے۔ یعنی جماعت دوم، سوم، چہارم اور پنجم میں

علی الترتیب ۸، ۱۰، ۱۴ اور ۱۷ الفاظ فی منٹ رفتار ہونی چاہیے مگر وصفی قیمت یا کیفیت (QUALITY) کا معیار ابھی نہیں بنایا گیا ہے۔ تاہم ضرورتاً ہر استاد کو ایک معیار بنا لینا چاہیے اور اس کے مطابق نمبر دینا چاہیے تاکہ بچوں میں رشک ہو اور حوصلہ پیدا ہو۔ لکھائی کی رفتار اور عمدگی کی جانچ بھی ہر مہینے امتحان کے طور پر ہو اور اس کی یادداشت رکھی جائے جس کا نمونہ یہ ہو:

لکھائی کی رفتار و عمدگی۔ جماعت سوم

۲ ۱۱ ۵۷		۳ ۱۰ ۵۷		۱ ۹ ۵۷		۲ ۸ ۵۷		۱ ۷ ۵۷		نام طالب علم
عمدگی ۱۰	رفتار فی منٹ	عمدگی ۱۰	رفتار فی منٹ	عمدگی ۱۰	رفتار فی منٹ	عمدگی ۱۰	رفتار فی منٹ	عمدگی ۱۰	رفتار فی منٹ	
								۲	۷	حسن خاں
								۳	۸	ابراہیم
								۵	۶	ارشد

اِملا

پہلی اور دوسری جماعتوں میں صرف نقل نویسی ہے۔ البتہ دوسری جماعت کی دوسری ششماہی میں املا لکھنا شروع کیا جا سکتا ہے۔ وہ بھی نہایت آسان عبارت کا۔ جس کا سبب ہم نقل نویسی کی ضمن میں لکھ چکے ہیں۔ املا کیا ہے؟ حافظہ کی مدد سے الفاظ صحیح لکھنے کو املا کہتے ہیں۔

روزمرہ کی زندگی میں یہ فن بہت عام اور کارآمد ہے۔ اس سے :

۱۔ کسی کی باتیں سن کر بالترتیب ضبط تحریر میں لانے کی لیاقت پیدا ہوتی ہے۔

۲۔ یکسوئی سے متوجہ ہوکر غور سے سننے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

۳۔ قوتِ حافظہ کی تربیت ہوتی ہے۔

جماعت میں املا لکھانے کا مقصد صحیح لکھنے کی مشق کرانا ہے۔ صحیح لکھنے کی جانچ ثانوی چیز ہے۔ (استاد کو یہ نکتہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔)

۱۔ املا سات منٹ میں تشریح ذیل کے مطابق لکھایا جائے :۔

جماعت دوم	دوسری ششماہی	۳۵ الفاظ
جماعت سوم	پہلی ششماہی	۳۵ الفاظ
"	دوسری ششماہی	۴۲ الفاظ
جماعت چہارم	پہلی ششماہی	۴۲ الفاظ
"	دوسری ششماہی	۴۹ الفاظ
جماعت پنجم	پہلی ششماہی	۵۶ الفاظ
"	دوسری ششماہی	۶۴ الفاظ

۲۔ کل ۱۰ نمبر مقرر کئے جائیں۔

۳۔ وقفہ اور سوال کا نشان املا لکھانے والا جماعت دوم اور سوم میں الفاظ کے ساتھ بولے۔ مگر جماعت چہارم اور پنجم میں بولنے کی ضرورت

نہیں۔ ان بچوں کو خود مناسب موقعوں پر یہ نشانات دینے چاہیئں۔

۴۔ ہر غلطی پر ایک نمبر کاٹا جائے۔

۵۔ وقفے اور سوال کے نشانات میں سے ہر ایک کے لئے ½ نمبر مقرر ہے۔ اگر بچہ کسی جگہ چھوڑ دے تو اسی حساب سے نمبر کاٹے جائیں۔

املا لکھانے کا طریقہ املا لکھانے سے پہلے عبارت صاف، صحیح اور واضح طور پر ٹھہر ٹھہر کر ایک بار سنا دی جائے۔

۲۔ جس جماعت کے لئے الفاظ کی شرح فی منٹ (جو اوپر مذکور ہوئی ہے) جتنی ہو اس کا لحاظ کرتے ہوئے لکھایا جائے۔ معمولی صورت میں ایک لفظ یا ایک مرکب ایک ہی بار ادا کرنا چاہیئے۔

۳۔ املا لکھاتے وقت لکھانے والا ایک مناسب جگہ کھڑا ہو جائے جہاں سے سب بچے اسے دیکھ سکیں اور اس کی آواز صاف طور پر سن سکیں۔ لکھانے کی حالت میں ادھر ادھر ٹہلنا یا جگہ بدلنا نہ چاہیئے۔

۴۔ املا لکھانے کے بعد دو منٹ دوبارہ سنانے اور بچوں کو اپنے لکھے ہوئے پر نظرِ ثانی کے لئے دیئے جائیں۔ (یہ دو منٹ بھی سات منٹ میں شامل ہیں۔)

اصلاح اس کے تین طریقے ہو سکتے ہیں:۔

۱۔ بچوں سے کہا جائے کہ تختۂ سیاہ یا کتاب کی مدد سے اپنی اپنی غلطیاں خود نکالیں۔ پھر ہر غلطی کو صحیح کر کے دس دس بار لکھیں۔ (استاد

جماعت میں گشت کرکے نگرانی کریں۔)

۲۔ بچے تختیاں آپس میں تبدیل کریں اور کتاب میں ایک ایک لفظ دیکھ کر غلطیاں نکالیں۔ پھر ان غلطیوں کو صحیح کرکے لکھ دیں۔ استاد جماعت میں گشت کرکے نگرانی کریں گے اور مناسب ہدایت دیں گے۔

۳۔ استاد ہر ایک بچے کی جانچ کریں اور اصلاح دیں۔

تینوں طریقے موقع بہ موقع برتے جاسکتے ہیں۔ مگر آخری طریقے سے مہینے میں ایک بار ضرور جانچ کرنی چاہیے۔ اس کے نتیجے کی یادداشت چارٹ کی شکل میں رکھنی چاہیے۔

فصل شانزدھم

مضمون گوئی اور مضمون نگاری

کسی زبان میں جملوں کے ذریعے ظاہر کئے ہوئے خیالات کو مضمون کہتے ہیں۔ اگر خیالات زبان کے ذریعے ظاہر کئے جائیں تو وہ مضمون زبانی یا تقریری ہوگا۔ اور اگر تحریر کے ذریعہ ظاہر کئے جائیں تو وہ مضمون تحریری کہلائے گا۔

پس اس اعتبار سے مضمون کے متعلق گفتگو دو شقوں میں کی جاسکتی ہے:

۱۔ تقریری یا زبانی مضمون ــــ مضمون گوئی۔

۲۔ تحریری مضمون ــــ مضمون نگاری۔

اس بات کو سب جانتے ہیں کہ انسان کی فضیلت کے جو امتیازی اوصاف اسے قدرت کی طرف سے ملے ہیں، ان میں قوتِ گویائی بھی ہے۔ انسان کی بات چیت، اس کی زبان، اس کے لہجے، طرزِ ادا، خیالات اور موزوں طریق خطابت سے آدمی کی آدمیت کا درجہ معلوم ہو جاتا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی شخص ہمارے سامنے نہ ہو۔ اور اس کی کوئی تحریر ہمارے سامنے ہو تو اس تحریر کی نوعیت، جملوں کی ترتیب، انداز بیان اور

لفظوں اور محاوروں کے استعمال سے ہم اپنی جگہ بیٹھے اس شخص کی استعداد علمی کا پتہ چلا لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ زبان کی تعلیم میں اظہارِ مضمون کو ایک اونچا درجہ دیا گیا۔

بچہ اپنے گھر ہی میں بولنا سیکھتا ہے۔ گھر میں اس کے ماں، باپ، بھائی بہن اور گھر کے باہر پاس پڑوس کے ہمجولی جو زبان اور جیسی زبان بولتے ہیں، وہ بھی بولتا ہے۔ ان سب کا جو لہجہ اور طرز ہوتا ہے، بچہ بھی وہی سیکھتا اور اختیار کرتا ہے۔ گویا اس کی محدود سوسائٹی ابتدا میں اس کی زبان کی استانی ہوتی ہے۔ اس کی عمر کا یہ ابتدائی دور تو ایسے ابتدائی مدرسے میں گزر جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ ہمارے مدرسے میں آتا ہے اور اپنے ساتھ اپنی محدود سوسائٹی کے مدرسے سے جو کچھ سیکھ چکتا ہے، لے آتا ہے۔ اسی لئے جس طرح ہم نصاب تعلیم کے مضامین پڑھانے سکھانے میں معلوم سے نامعلوم کی طرف چلنے کے اصول کے مطابق نئی تعلیم کی بنیاد پرانی تعلیم پر رکھتے جاتے ہیں، اسی طرح پہلی یا ابتدائی جماعت میں بھی ہم کو بچے کی محدود سوسائٹی میں سیکھی ہوئی باتوں کو بنیاد اور اصل قرار دینی پڑتی ہے۔

جس سوسائٹی کی زبان معیاری ہوتی ہے اس کے بچوں کی تعلیم میں نسبتاً سہولت ہوتی ہے۔ مختلف علاقوں اور خطوں کے لوگ ہجرت کر کے شہروں اور نئی آبادیوں میں بس گئے ہیں۔ سب کی زبان، لہجہ اور طرزِ ادا میں فرق و اختلاف ہے۔ اب معیاری اردو وہی ہے جس کے ساتھ صرف و نحو کے قواعد مرتب ہیں اور جس کے روزمرہ اور محاوروں پر اردو کے انشاپرداز

اور تعلیم یافتہ طبقہ کا عمل ہے ۔ ممکن ہے بدلے ہوئے حالات کے تحت آگے چل کر بعض باتوں میں ترمیم ہو اور اس ترمیم کو تعلیم یافتہ طبقہ اور اصحابِ ذوق قبول کرلیں ۔ مگر اس وقت تو یہیں وہی اردو سکھانی ہے، جسے اردو کا تعلیم یافتہ طبقہ معیاری اردو کہتا ہے ۔ اور جس کے مطابق درسی کتابیں رائج کی جاتی ہیں ۔

مدرسے میں نیچے مختلف طبقوں اور پیشہ وروں کے آتے ہیں تعلیم یافتہ گھرانوں کے نیچے بھی ہوتے ہیں اور بے پڑھے لکھے لوگوں کے نیچے بھی ۔ اسی طرح تاجروں، کسانوں اور کاریگروں کے نیچے بھی آتے ہیں ۔ سب کی زبان کا انداز یکساں نہیں ہوتا ۔ استاد کو چاہیئے کہ اپنے ماحول کی اردو زبان کا جائزہ لے ۔ اور پھر یہ دیکھے کہ کن باتوں کو کس طرح معیار پر لایا جاسکتا ہے ۔ عمل کا یہ طریقہ اصولِ تعلیم کی بنیاد پر ہونا چاہیئے ۔ ذیل میں چند باتیں تقریری مضمون سکھانے سے متعلق بطور اشارات لکھی جاتی ہیں :-

زبانی مضمون کی تعلیم

عام طور پر یہ دستور ہے کہ بچہ جب مدرسہ آتا ہے، تو فوراً پڑھائی لکھائی شروع کر دی جاتی ہے ۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص ایک وحشی اور غیر مانوس حیوان کو پکڑ کر لے آئے اور لاتے ہی اس کی پیٹھ پر بوجھ لاد دے ۔ ظاہر ہے کہ وہ حیوان اس خلاف عادت سلوک کو دیکھ کر گھبرا جائے گا اور اس سے چھٹکارا چاہے گا ۔ لیکن اگر کچھ دن کھلانے پلانے، بہلانے پھسلانے کے بعد رفتہ رفتہ اس

سے اس کے لائق کام سے مانوس کرتے جائیں تو وہ آگے چل کر زیادہ کارآمد ثابت ہوگا۔

اسی طرح بچہ جب مدرسہ کے ماحول میں آتا ہے تو اس کے لئے وہ بالکل اجنبی جگہ ہوتی ہے۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ ماں باپ چھوٹ گئے۔ بہن بھائی جو ہر وقت آنکھوں کے سامنے رہتے تھے، اب دور ہو گئے۔ جن دوستوں کے ساتھ میں اپنے گھر کے سامنے یا اپنے محلّہ میں کھیلتا تھا وہ بچھڑ گئے۔ اب مجھے ماسٹر صاحب کے سامنے رہنا ہے۔ من مانی حرکتیں نہیں کر سکتا۔ اگر اب ایسا کروں گا تو وہ مجھے ضرور سزا دیں گے۔

جب یہ کیفیت ہو تو ظاہر کہ بچے کو اجنبی کام کا حکم دینا اور اس سے تعمیل کی توقع رکھنا یا اس کے سامنے ایسا کام پیش کرنا جس کو گزشتہ دورِ زندگی سے ربط و تعلق نہ ہو، بے معنی سی بات ہوگی۔

بس بچہ جب پہلے پہل مدرسہ میں آئے یا لایا جائے تو ایک مناسب مدت تک زبان کی تعلیم صرف زبانی ہو۔ وہ بھی اس طرح کہ اسے محسوس نہ ہو کہ وہ سیکھنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس مدت میں بات چیت، کہانیاں، مکالمے اور ڈرامے کے ذریعے بہت سی باتیں زبانی سکھا کر زبان کی تربیت و تعلیم سلیقہ سے اور نہایت سہولت کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔ لکھائی کے لئے زمین ہموار اور موافق بنائی جا سکتی ہے۔

تقریری مضمون کی تعلیم خاص طور پر مندرجہ ذیل وسائل سے ہو سکتی ہے :-

(۱) مکالمہ (بات چیت)، (۲) کہانیاں، (۳) ڈراما۔

ذیل میں چند موٹی موٹی باتیں مکالمہ سے متعلق لکھی جاتی ہیں:۔

مکالمہ

بچہ مدرسے میں جتنے گھنٹے رہتا ہے، اتنے ہی گھنٹے زبان کی تعلیم و تربیت کے لئے سمجھنا چاہئے۔ کیوں کہ ہر مضمون میں (خواہ وہ دستکاری ہو یا مطالعۂ قدرت، حساب ہو یا جغرافیہ) بات چیت کرنے اور سوالات کے جوابات لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ہم بچوں کو کسی چیز کا مشاہدہ کرا کے آزادی سے گفتگو کرنے اور پوچھنے کی اجازت دیتے ہیں۔ غرض بات چیت سے کوئی گھنٹہ خالی نہیں ہوتا۔ اگر ہم ان سب گھنٹوں میں زبان کی صحت کا خیال رکھیں تو تقریری مضمون میں بچوں کی خاصی تربیت ہو جائے اور ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ بول چال میں کون کون سی باتیں عیب سمجھی جاتی ہیں۔ اور کن باتوں کو اچھے اور پڑھے لکھے لوگ پسند کرتے ہیں۔

بعض استاد یہ سمجھتے ہیں کہ مدرسے تعلیمی گھنٹوں میں مکالمہ کا جو گھنٹہ مقرر ہے اسی میں اس کی تعلیم ہونی چاہئے۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں۔ وہ تعلیم ہی کیا جو وقتِ ضرورت کام نہ آئے۔ مکالمہ کی تعلیم کا مقصد بچوں میں ہر طرح سے صحیح بات چیت کی عادت ڈالنا ہے۔ اگر مکالمہ کے گھنٹوں میں بات چیت سکھائی جائے اور دن بھر کی بات چیت میں اناپ شناپ بکتا رہے تو، غلط زبان بولے اور استاد خود خیال نہ کرے تو مقررہ گھنٹے میں مکالمہ سکھانے کا کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس طرح چاہے کوئی عمر بھر سر پیٹتا رہے، کچھ نہ ہوگا اور تیلی کے بیل کی مثل صادق آئے گی۔

ابتدا میں روزمرہ کے ضروری عام مواقع پر گفتگو کا طریقہ اور معمولی گھریلو چیزوں پر بات چیت سکھائی جائے۔ مثلاً

۱۔ بزرگوں کو ادب سے سلام کرنا۔ ادب سے سلام کرنے کے یہ معنی نہیں کہ غلاموں کی طرح جھک جائیں اور پیشانی پر ہاتھ کا سرا رکھ دیں یا کئی بار ہاتھ نیچے سے سر کی طرف لے جائیں، بلکہ سلام میں چستی مستعدی اور سپاہیانہ شان پائی جائے۔ (مگر غرور اور تکبر نہ دکھائی دے)

۲۔ بات چیت۔ اس کی تعلیم میں مندرجۂ ذیل امور شامل ہیں:-

(۱) 'تو' (ضمیر، واحد، حاضر) کا استعمال بچے بالکل چھوڑ دیں۔ کسی کے لیئے استعمال نہ کریں۔

(۲) بڑوں اور برابر والوں کو 'آپ' سے خطاب کریں اور چھوٹوں کو 'تم' سے۔

۳۔ غیر تعلیم یافتہ گھرانوں کے بچے اور وہ بچے جن کی مادری زبان اردو نہیں ہے، مگر باہر اردو ہی بولتے ہیں، اکثر غلط اردو بول جاتے ہیں۔

(۱) ہم کو یہ چیز نہیں منگتا۔ (ہمیں یہ چیز نہیں چاہیئے)

(۲) وہ حیدر آباد گئے لا ہے (وہ حیدر آباد گیا ہوا ہے)

مدرس کو ایسے اغلاط موقع بموقع سن کر اپنی یادداشت میں لکھتے رہنا چاہیئے تاکہ وقت ضرورت کام آئیں۔

۴۔ تلفظ۔ بات چیت میں لفظوں کے صحیح تلفظ پر زور دیا جائے۔ ش۔

ق ۔ ع ۔ غ کی صحیح آواز کے علاوہ روزمرہ کے عام لفظوں کی صحیح آواز بچوں سے نکلوائی جائے ۔ مثلاً

بعض بچے کر رہا کو کر ریا ، جا رہا کو جا ریا ، کم کو کمتی اور بازار کو بزار بول جاتے ہیں ۔

جُنوب ، شُمال ۔ سَمْت ۔ سَحَری ۔ شُکر ۔ حُکم ایسے لفظوں کے تلفظ میں اکثر غلطیاں ہوتی ہیں ۔ ان کی تصحیح ضروری ہے ۔

بات چیت میں کثرت سے استعمال ہونے والے ایسے لفظوں کی صحیح آواز کی مشق ابتدا ہی میں دی جائے ورنہ جیسے جیسے زمانہ گزرتا جائے گا ، عادت پختہ سے پختہ تر ہوتی جائے گی ۔ اور عمر بھر چھڑانا مشکل ہو جائے گا ۔

۵۔ آس پاس کی چیزوں کے صحیح نام بتائے اور سکھائے جائیں اور ان پر معمولی بات چیت کی جائے ۔ مثلاً :-

(۱) کھانے کی چیزیں گوشت ، روٹی ، دال ، چاول ، چپاتی ، سالن ، کھیر ، سبزی ، ترکاری ، اچار ، چٹنی وغیرہ ۔

(۲) پھل ۔ آم ، امرود ، بیر ، انگور ، سردا ، سیب ، ناشپاتی وغیرہ

(۳) لباس ۔ (مقامی لحاظ سے) کرتہ ، قمیص ، پاجامہ ، پتلون ، نیکر ، کوٹ ، شیروانی ، ٹوپی ، موزہ ، جوتا ، تہمد وغیرہ

(۴) بدن کے اعضا ۔ سر ، گردن ، پیشانی ، بھویں ، ناک ، آنکھ ، پلک ، پپوٹے ، دیدے ، پتلی ، کان ، کان کی لو ۔ چہرہ ۔ گال ۔ ہونٹ ۔

ٹھوڑی، منھ، دانت، جبڑا، زبان، داڑھ، گلا، ہنسلی، کندھا، بازو، کلائی، ہتھیلی، انگلی، انگوٹھا، پور، ناخن، سینہ، پیٹ، پیٹھ، کمر، ران، گھٹنا، پنڈلی، پاؤں، تلوا۔

(۵) برتن: ہنڈیا، پتیلی، دیگچی، بگونہ، رکابی، تھالی، تھال، لوٹا، مٹکا، گھڑا، گھڑونچی، گلاس، کوزہ، توا وغیرہ۔

(۶) گھر اور اس کے حصے: گھر، حویلی، بنگلہ، دروازہ، کھڑکی، چھپر، چھت، کواڑ، انگنائی، سائبان، کمرہ، پاخانہ، غسل خانہ، چوکھٹ، دیوار وغیرہ۔

اسی طرح گھریلو جانوروں اور اکثر دکھائی دینے والے پرندوں کے نام اور آس پاس کے درختوں اور پودوں کے نام اور ان کے حصوں کے نام سکھائے جائیں تاکہ لفظوں کا ذخیرہ بڑھے اور تلفظ صحیح ہو۔

یہ فہرست دینے سے غرض یہ دکھانا بھی ہے کہ بچوں سے بات چیت کے موضوع کا میدان کتنا وسیع ہے

۶۔ مقامی زبان کے خاص خاص غلط لفظوں کے استعمال سے روکا جائے اور ان کی جگہ صحیح لفظ کے استعمال کی عادت ڈالی جائے۔ مثلاً بعض علاقوں سے آئے ہوئے بچے 'کہا' کو 'کیا'، اور 'اُس نے' کو 'دِس نے'، 'جاتا ہے' کو 'جاوے ہے' بولتے ہیں۔

۷۔ بعض لوگ 'نے' کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں:- 'ہم نے جانا ہے'، 'رشید نے یہ کام کرنا ہے'۔ یہ دونوں جملے غلط ہیں۔ ان کی

بجائے کہنا چاہیئے 'انہیں جانا ہے'، 'رشید کو یہ کام کرنا ہے'۔

ایسی چند مثالیں مدرس تختۂ سیاہ پر لکھے اور بچوں سے کہے کہ اب تم ان جملوں کو صحیح کر کے لکھو۔

'نے' کے غلط استعمال کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس میں فاعل، مفعول اور فعل کی تذکیر و تانیث اور واحد اور جمع کے قاعدوں کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ مثلاً

(۱) لڑکے نے کتاب دیا تھا

(شاید ایسا اس لئے بولا جاتا ہے کہ بولنے والا یہ سمجھتا ہے کہ لڑکا مذکر ہے اس لئے فعل بھی مذکر ہونا چاہیئے۔)

(۲) لڑکی نے کھانا کھائی

(شاید اس لئے ایسا بولا جاتا ہے کہ لڑکی مونث ہے اس لئے اس کا فعل بھی مونث ہونا چاہیئے۔)

(۳) مویشیوں نے کھیت چر لئے۔

(اس جملے میں مویشیوں جمع ہے، اس لئے فعل بھی جمع بول دیا گیا۔)

غرض اس طرح 'نے' کے استعمال میں اکثر غلطیاں کی جاتی ہیں قواعد صرفی کے لحاظ سے نے جملے میں اس وقت آتا ہے جب کہ فعل متعدی ہو اور اس کا زمانہ ماضی مطلق، ماضی قریب، ماضی بعید میں سے کوئی زمانہ ہو۔ اس طرح جب نے کا استعمال ہوتا ہے تب فعل فاعل کے مطابق نہیں ہوتا بلکہ مفعول کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی اگر مفعول مذکر ہو تو فعل بھی مذکر ہوگا،

مونث ہو تو فعل بھی مونث ہوگا۔ پھر مفعول اگر واحد ہو تو فعل واحد اور مفعول جمع ہو تو فعل بھی جمع ہوگا۔ چنانچہ اوپر کے جملے صحیح اس طرح ہوں گے:

(۱) لڑکے نے کتاب دی تھی۔

(۲) لڑکی نے کھانا کھایا۔

(۳) مویشی کھیت چر گئے۔

اس آخری جملے میں 'نے' نہیں آسکتا۔ کیوں کہ اس کا فعل متعدی نہیں ہے بلکہ لازم ہے۔

مدرس کو چاہئے کہ 'نے' کے صحیح استعمال کی مشق کرائے۔ اس کے لئے تختۂ سیاہ پر فاعل اور فعل لکھ دے اور مفعول کی جگہ خالی چھوڑ دے۔ بچوں سے کہے کہ خالی جگہ بھر دے۔

بات چیت کے دوران اس قسم کی غلطیوں کی درستی زبانی اور تحریری طور پر ہوتی رہے گی، تو آئندہ مضمون نگاری میں اس سے بہت مدد ملے گی۔

خلاصہ یہ کہ:۔

(۱) تلفظ صحیح اور صاف ہو۔

(۲) بات کرنے میں عجلت اور تیزی نہ کریں۔

(۳) جملے صحیح ہوں (ضمیر، فعل، واحد، جمع، تذکیر و تانیث وغیرہ کے اعتبار سے۔)

(۴) خیالات میں ترتیب ہو۔

(۵) درجہ چہارم و پنجم میں اتنی قابلیت ہونی چاہئے کہ لڑکا بالترتیب

خیالات ادا کر سکے۔ اس کے الفاظ مناسب و موزوں ہوں۔ جملوں کی بناوٹ ٹھیک ہو اور حرکات و سکنات جملے کے مفہوم کے مطابق ہوں۔

(۶) گفتگو کے وقت بچہ سیدھا اور چست کھڑا رہے۔ مناسب موقعوں پر حرکات کے سوا دونوں ہاتھ نیچے رہیں، نظر سامنے ہو، دائیں بائیں اور نیچے نہ دیکھے۔

(۷) آواز کمزور اور دھیمی نہ ہو، نرم اور بلند ہو۔

(۸) لہجہ متین اور جچا تلا ہو جس میں چھوٹے بڑے اور برابر کے درجوں کا لحاظ ہو۔ چھوٹوں سے بات چیت میں شفقت ظاہر ہو۔ بڑوں کے سامنے ادب اور ہم عمر سے دوستی اور محبت کا پتہ چلے۔ غصہ میں چلانے، سخت سست کہنے اور بد زبانی کی عادتیں چھڑائی جائیں۔

(۹) ابتدا میں بات چیت کسی مشاہدہ ہی سے ہونی چاہئے۔ رفتہ رفتہ تصویروں پر کی جائے اور پھر ایک عرصہ دراز کے بعد یوں ہی کسی چیز پر گفتگو کی جا سکتی ہے۔

جب بچوں سے کسی چیز پر بات چیت کی جائے تو ایسی باتیں نہ بتائی جائیں اور نہ پوچھی جائیں جو بچوں کی عمر و استعداد کے اعتبار سے مشکل ہوں۔ اوپری اور سطحی باتیں جن کا تعلق حواس ظاہری سے ہو، پوچھی جائیں۔ مثلاً ایک ترکی ٹوپی پر بات چیت کرنی ہو تو اسے میز پر رکھ کر اس طرح کر سکتے ہیں:۔

(۱) یہ کیا ہے؟ (یہ ٹوپی ہے)

(۲) اسے کونسی ٹوپی کہتے ہیں ؟ (اسے رومی ٹوپی کہتے ہیں)

(۳) کیا تم نے رومی ٹوپی پہنی ہے ؟ (...........)

(۴) اس کا رنگ کیسا ہے ؟ (اس کا رنگ لال ہے)

(۵) اس کی شکل کیسی ہے ؟ (اس کی شکل گول ہے۔)

(۶) یہ کس کام کی ہے ؟ (اسے سر پہ پہنتے ہیں)

(۷) یہ کس کی ٹوپی ہے ؟ (یہ .... کی ٹوپی ہے)

(۸) یہ ٹوپی کہاں خریدی گئی ؟ (یہ ٹوپی بڑے بازار کی ایک دوکان سے خریدی گئی۔)

(۹) اس کی قیمت کیا ہے ؟ (اس کی قیمت پانچ روپے ہے۔)

(۱۰) یہ کس چیز سے بنی ہے ؟ (یہ بانات سے بنائی گئی ہے۔)

اس گفتگو کے بعد استاد اپنی جگہ کسی ہوشیار بچے کو کھڑا کر دیں اور کہیں کہ اب ہماری طرح تم پوچھو۔

بچہ جماعت کے بچوں سے مخاطب ہو کر پوچھے اور کسی ایک سے جواب لے۔ یہ ضروری نہیں کہ سوالات کی ترتیب وہی رہے جو پہلے تھی بلکہ بچہ آزادی سے جو بات چاہے پوچھے۔

ایک بچہ دو تین سوالات کرے تو دوسرے بچے کو موقع دیا جائے۔ استاد حسبِ ضرورت تلفظ، لہجہ اور جملے کی اصلاح نمونہ دے کر کرتے رہیں۔

پرائمری کی جماعتوں میں گفتگو اور تقریر کے لئے مندرجۂ ذیل قسم کے موضوعات ہو سکتے ہیں :۔

جماعت اوّل ۔ انار ۔ آم ۔ پانی ۔ بلّی ۔ کوّا ۔ حلوائی ۔ مدرسہ ۔ مسجد ۔ رات ۔
دن ۔ عید ۔ بازار ۔ کوئی کھیل ۔ کوئی کھلونا وغیرہ ۔

جماعت دوم ۔ گردوپیش کی چیزیں ۔ جانور ۔ مقامات ۔ کسی تصویر پر گفتگو ۔
کسی کہانی پر سوال جواب ۔

جماعت سوم ۔ گردوپیش کی چیزوں پر ذرا تفصیلی گفتگو ۔ ڈاک خانہ ۔ چڑیاگھر ۔
سمندر ۔ ریل ۔ جہاز ۔ ہوائی جہاز ۔ گرمی کا موسم ۔ جاڑے کا موسم ۔ کتاب
کی کسی کہانی پر سوال جواب ۔

جماعت چہارم ۔ ایسے سوالات کئے جائیں جن کے جوابات کئی جملوں میں دینے
پڑیں ۔ مثلاً لوہا کس کام آتا ہے ؟ تم نے کل صبح سے شام تک کیا کیا ؟
تم مدرسے میں کیا سیکھتے ہو ؟ اس تصویر میں کیا کیا دیکھ رہے ہو ؟
ان کے علاوہ درسی کتاب میں پڑھی ہوئی کہانی مربوط جملوں میں سنانے
کی مشق ۔

جماعت پنجم ۔ جماعت چہارم کے مطابق اس پر مزید مختلف تقاریب مثلاً
یوم آزادی ۔ عید میلاد کا جلسہ ۔ قربانی کی عید جیسے موضوعات پر تقریر ۔

فصل ہفدہم

مضمون نگاری

زبان کی تعلیم میں مضمون نگاری ایک اہم جزو ہے بلکہ یہ ایک مستقل فن ہے۔ جس سے لکھنے والے کی ذہانت، طباعی، استعداد اور علمی وسعت کا پتہ چلتا ہے۔ بعض محققین نے تو یہ ثابت کیا ہے کہ ہر تحریر مضمون نگار کی فطرت اور اخلاق کا آئینہ ہوتی ہے۔

اس مستقل فن کی ابتدا جماعت سوم سے (از روے نصاب) کی گئی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۳۱ پر یہ وضاحت ہے کہ دو بچوں میں اتنی قابلیت پیدا ہوجانی چاہئے کہ وہ آسان سوالات کے جوابات صحیح جملوں میں لکھ سکیں۔ اس سے قبل کی دونوں جماعتوں میں تقریری مضمون (گفتگو اور کہانیاں سننے) کی تربیت اتنی ہوجائے کہ بچے کچھ کچھ اظہار خیال کا ڈھنگ سیکھ جائیں جو مضمون نگاری کی بنیاد ہے۔

مقصد مضمون نگاری سکھانے سے ہمارا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ پانچویں جماعت تک لڑکے میں تربیت و صحت کے ساتھ خیالات ادا کرنے اور معمولی کاغذات صحیح طور پر لکھنے کی لیاقت پیدا ہوجائے۔

مضمون نگاری کی تقسیم

ابتدائی جماعتوں سے لے کر اعلیٰ جماعتوں تک مضامین کی نوعیت و تقسیم ذیل میں دی جاتی ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان میں کون کون سی چیزیں شامل ہیں اور مضمون نگاری سکھانے والے استاد کو کن کن پہلوؤں پر توجہ کرنی چاہیے۔

۱۔ مضامین مقرونی :۔ اس سے مراد ایسے مضامین ہیں جو آس پاس کی چیزوں پر ہوں۔ مثلاً پانی۔ آگ۔ گھر۔ ماں باپ۔ بھائی۔ ٹوپی۔ روٹی وغیرہ۔

۲۔ مضامین حکائی :۔ حکایت کے معنی بیان کے ہوتے ہیں اس لئے حکائی مضمون سے وہ مضمون مراد ہے جس میں کوئی سنی ہوئی یا دیکھی ہوئی بات ترتیب سے بیان کی گئی ہو۔ مثلاً کوئی واقعہ یا کوئی کہانی یا کسی کی سرگذشت۔

چوتھی جماعت سے اس قسم کے مضامین کی ابتدا کی جائے جس کا تدریجی طریقہ یہ ہو۔ بچوں کو شوق انگیز گفتگو کے ذریعے اپنے خود کے حالات لکھنے پر آمادہ کیا جائے۔ اس کے بعد کسی ایک لڑکے سے سوالات کے ذریعے اس کے ضروری حالات اخذ کرائے جائیں۔ جو حال معلوم نہ ہو بچوں سے کہا جائے کہ وہ گھر اپنے والدین سے پوچھیں۔

تختۂ سیاہ پر سوالات لکھ دیئے جائیں۔ بچے ان کی نقل کریں اور گھر جاکر کاپیوں پر ان سوالوں کے جوابات خوش خط لکھ لائیں۔ مضمون کی شکل یہ ہو :۔

میری کہانی

تمھارا نام کیا ہے ؟ (میرا نام عبدالرحیم ہے۔)

تمھارے والد صاحب کا نام کیا ہے ؟ (میرے والد صاحب کا نام عبدالکریم ہے۔)

تم کہاں رہتے ہو ؟ (میں چاندنی چوک میں رہتا ہوں۔)

تمھاری عمر کیا ہے ؟ (میری عمر گیارہ سال کی ہے۔)

تم اب سے کتنے سال پہلے مدرسے میں داخل ہوئے تھے ؟

(میں اب سے چار سال پہلے مدرسے میں داخل ہوا تھا۔)

پہلی جماعت میں تمھارے استاد کون تھے ؟

(پہلی جماعت میں ہمارے استاد جناب نذیر احمد صاحب تھے۔)

مدرسے میں اب تک تم نے کون کون سے مضامین سیکھے ہیں ؟

(مدرسے میں ہم نے پڑھنا سیکھا ہے۔ اچھی اچھی نظمیں سیکھی ہیں لکھنا سیکھا ہے۔ حساب سیکھا ہے۔ جغرافیہ سیکھا ہے۔ بزرگوں کی کہانیاں سیکھی ہیں۔ دستکاری سیکھی ہے۔)

بچپن سے اب تک تم کبھی بیمار بھی ہوئے ہو ؟

(گھر پر اپنے کسی بزرگ سے پوچھ کر لکھو۔)

تم نے کہیں کا سفر بھی کیا ہے ؟

(..................)

اسی طرح مندرجہ ذیل عنوانات بچوں کے لئے دلچسپ ہو سکتے ہیں :-

(۱) میرا لباس
(۲) میرے دوست کا حلیہ
(۳) میری سہیلی
(۴) میری ماں
(۵) ہماری بستی
(۶) بازار کی سیر
(۷) محرم کا جلوس
(۸) آزادی کا یادگار دن
(۹) ۲۶ر جنوری کا جشن
(۱۰) عید میلاد کا جلسہ

۳۔ مضامین ذہنی :۔ اخلاقی وعلمی مسائل سے متعلق مضامین مثلاً :۔ جانوروں پر رحم ۔ صفائی ۔ ہم دولت مند کیسے بن سکتے ہیں ؟ اگر میں وزیراعظم بن جاؤں ۔ ہمدردی ۔ وطن کی خدمت ۔

۴۔ مضامین تلخیصی :۔ تلخیص کے معنی خلاصہ کرنے کے ہیں اور خلاصہ کہتے ہیں نچوڑ کو ۔ پس کسی مضمون کے خلاصے سے مراد یہ ہے کہ مضمون میں جو خیال تفصیل سے ادا کیا گیا ہے اسے تھوڑی سی عبارت میں بیان کر دیا جائے۔ اس طرح کہ مضمون کی کوئی ضروری بات اور مرکزی خیال چھوٹنے نہ پائے۔ جو مضمون بطور خلاصہ لکھا جاتا ہے، اس کو (پہلے تفصیلی مضمون کا) ملخص کہتے ہیں۔ اچھے اچھے ادیبوں اور مضمون نگاروں کے مضامین کا خلاصہ ایک اچھی استعداد والا ہی کر سکتا ہے ۔ تیسری جماعت سے اس کی ابتدا کرنی چاہیے ۔ درسی کتاب کی بعض دلچسپ کہانیوں کا خلاصہ سوالات کے ذریعے اخذ کرایا جائے ۔ پھر تختۂ سیاہ پر اشاراتی الفاظ کی مدد سے چند جملے لکھائے جائیں ۔

درجہ چہارم اور پنجم میں کسی دلچسپ سبق کا خلاصہ لکھانے سے کئی فوائد حاصل ہوں گے :۔

(۱) خاموش مطالعہ اور مطلب فہمی کی استعداد بڑھے گی۔

(۲) غور و فکر کی عادت ہوگی۔

(۳) مضمون نگار کے اصلی خیال کی تلاش کا مادّہ پیدا ہوگا۔

(۴) طرزِ بیان پر اثر پڑے گا۔

(۵) مضمون کو پھیلانے کا طریقہ سمجھ میں آئے گا۔

(۶) اچھے اچھے محاوروں اور چست ترکیبوں کے استعمال کا شوق پیدا ہوگا اور ڈھنگ آئے گا۔

اس ضمن میں حکایہ اور بیانیہ نظموں کو نثر کی صورت میں لکھنا بھی بہت مفید ہے۔

جس نظم کو نثر کی صورت میں لکھنا ہو پہلے مدرس جماعت میں انفرادی اور اجتماعی طور پر ایک ایک شعر کی نثر کرالیں۔ دو مصرعوں میں تعلق کے لئے کسی لفظ کی ضرورت ہو تو مدرّس خود بتائیں تاکہ بچوں کو معلوم رہے کہ نظم میں کہیں کہیں بعض مناسب الفاظ اپنی طرف سے بڑھائے جاتے ہیں تب عبارت کا سلسلہ رہتا ہے۔ مثلاً "گدھا شیر بنا" کی نظم میں یہ شعر ہے ؎

اک تماشہ ہوں بے تمیزی کا

اک نمونہ ہوں بے وقوفی کا

اس کی نثر میں پہلے تو ضمیر واحد متکلّم (میں) کا اضافہ ہوگا۔ پھر دونوں مصرعوں کے درمیان (اور) کا۔ اس طرح اس کی نثر یوں ہوگی:۔

میں بے تمیزی کا ایک تماشہ ہوں اور بے وقوفی کا ایک نمونہ ہوں۔

جب بچوں میں نقل نویسی کی مشق سے بے دیکھے لفظوں کا لکھنا آجائے اور گردو پیش کی چیزوں کے نام اور ضروری افعال صحیح لکھنے لگیں تب مقررنی مضامین لکھنا شروع کیا جائے۔ پہلے تین تین چار چار جملوں کا مضمون ہو۔ ہر جملہ سوال کے ذریعہ اخذ کرایا جائے۔ صرف سوالات تختۂ سیاہ پر لکھے ہوئے ہوں۔ اور بچوں سے کہا جائے کہ اب ان سوالوں کا جواب زبانی دینے کے بجائے تختیوں پر لکھ کے دکھائیں۔ مثال کے لئے یہاں چند مضامین اور ان پر سوالات لکھے جاتے ہیں :۔

۱۔ میرا دوست :۔

(۱) تمھارے دوست کا کیا نام ہے ؟

(میرے دوست کا نام نسیم ہے۔)

(۲) ان کا گھر کہاں ہے ؟

(ان کا گھر چوک میں ہے۔)

(۳) وہ کس جماعت میں پڑھتے ہیں ؟

(وہ تیسری جماعت میں پڑھتے ہیں۔)

۲۔ انار کی تصویر بچوں کے سامنے رکھ کر سوالات کئے جائیں۔

(۱) یہ کس پھل کی تصویر ہے ؟ (یہ انار کی تصویر ہے۔)

(۲) یہ کہاں لگتا ہے ؟ (یہ درخت میں لگتا ہے۔)

(۳) اس کے دانے کا کیا رنگ ہے ؟

(اس کے دانے سُرخ ہیں۔)

(۴) دانوں میں کیا ہوتا ہے ؟

(دانوں میں رس ہوتا ہے ۔)

(۵) رس کا مزا کیسا ہوتا ہے ؟

(رس کا مزا میٹھا ہوتا ہے اور کھٹا بھی ۔)

---

۳ ۔ میرا گھر :-

(۱) تمھارا گھر کہاں ہے ؟

(میرا گھر رسول آباد میں ہے ۔)

(۲) اس گھر کے مشرق میں کیا ہے ؟

(اس گھر کے مشرق میں یوسف صاحب کا مکان ہے ۔)

(۳) اس کے مغرب میں کیا ہے ؟

(اس کے مغرب میں عارف صاحب کا مکان ہے ۔)

(۴) شمال میں کیا ہے ؟

(شمال میں سڑک ہے ۔)

(۵) اور جنوب میں ؟

(جنوب میں گلی ہے ۔)

(۶) گھر کا دروازہ کس طرف ہے ؟

(گھر کا دروازہ شمال کی طرف ہے ۔)

(۷) گھر میں کتنے کمرے ہیں ؟ (گھر میں دو کمرے ہیں)

آگے اور کبھی تفصیل اسی طرح ہو سکتی ہے۔ وقت اور بچوں کی استعداد کے مدنظر کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔

۵۔ خط نویسی : اس میں مندرجہ ذیل چیزیں شامل ہیں :۔

رشتہ داروں، دوستوں اور تمدنی تعلقات رکھنے والوں کو خط لکھنا:۔

(الف) اپنے سے بڑوں کو خط لکھنا۔

(ب) برابر والوں کے نام خط لکھنا۔

(ج) اپنے سے چھوٹے درجے والوں کو خط لکھنا۔

(د) کسی اجنبی شخص یا تاجر، یا کمپنی کو کسی ضرورت سے خط لکھنا۔

(ھ) کسی دفتر میں ضرورت سے خط لکھنا۔

(و) مختلف تقریبوں پر دعوتی خط۔

(ز) تعزیت کا خط۔

(ح) چٹھی یا رقعہ۔

(ط) عرضی یا درخواست۔

۶۔ دفتری کاغذات۔

۷۔ تجارتی کاغذات۔ بل۔ رسید۔ ہنڈی۔

۸۔ ڈاک خانے کے مختلف مطلب کے فارم بھرنا (منی آرڈر۔ رجسٹری کی رسید)

۹۔ اشتہار یا پوسٹر بنانا۔

۱۰۔ کسی عبارت یا شعر کا مطلب اپنے لفظوں میں لکھنا۔

مضمون کے عناصر

مضمون پر مجملاً چار حیثیتوں سے نظر ڈالی جاتی ہے :۔

(۱) تحریر اور اس کی باقاعدگی ۔

(۲) نفسِ مضمون یا خیالات ۔

(۳) زبان

(۴) طرزِ بیان

ان میں سے ہر ایک کی تشریح ذیل میں کی جاتی ہے ۔

۱۔ تحریر اور اس کی باقاعدگی

اس میں نیچے لکھی ہوئی باتیں شامل ہیں :۔

۱۔ خوش خطی اس سے ہمارا یہ مطلب نہیں کہ تحریر فن خوش نویسی کے اصول و قواعد کے مطابق ہو۔ بلکہ ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ لکھنے والے نے الفاظ و حروف کی پوری اور صحیح بناوٹ کا کہاں تک خیال رکھا ہے ۔ شوشے گنے چنے ہیں۔ کاف کا مرکز کاف کے کھڑے خط سے ملا ہے۔ ہر حرف کا نقطہ یا نقطے ٹھیک جگہ پر ہیں اور آنکھ والی ھ (ہائے مخلوط) کی آنکھیں کھلی ہیں اور دونوں قسم کی ہ میں امتیاز مدنظر رکھا گیا ہے۔ مثلاً بعض پڑھانا کو پڑہانا (ہائے مختفی) سے لکھ جاتے ہیں جو صریحاً غلط ہے۔ دو آنکھ والی ھ کا استعمال ہندی کی مخصوص آوازیں ظاہر کرنے کے لئے اردو

میں خاص ہو گیا ہے۔ بھ، پھ، تھ، ٹھ، جھ، چھ، دھ، ڈھ، رھ، ڑھ، کھ، گھ، لھ، مھ، نھ، وھ۔ یہ سب ہندی آوازیں ہیں۔ ہائے مختفی یہ آوازیں ظاہر نہیں کر سکتی۔

۲۔ املا و ہجا املا و ہجا کے لحاظ سے الفاظ صحیح لکھے گئے ہوں مثلاً ثابت 'ث' سے لکھا گیا ہو 'س' یا 'ص' سے نہیں۔ اسی طرح 'پہنچ' میں نون غنّہ سے پہلے واؤ بڑھا کر 'پہونچ' لکھنا ہجا کی غلطی ہے۔

۳۔ سطر سطریں سیدھی ہوں اور ان کے درمیان مناسب فاصلہ ہو۔ ذیل میں مختلف جماعتوں کی تحریروں میں فاصلے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

(الف) دوسری جماعت میں دو سطروں کا درمیانی فاصلہ ایک انچ ہو۔

(ب) تیسری جماعت میں پون انچ۔

(ج) چوتھی، پانچویں اور چھٹی جماعتوں میں آدھ انچ ہو۔

۴۔ لفظوں کا درمیانی فاصلہ لفظوں کا درمیانی فاصلہ بھی قابل لحاظ ہے۔ شروع ہی سے بچوں میں مشق و تحریر کی ایسی عادت ڈالی جائے کہ وہ الفاظ کھلے کھلے لکھیں۔ پھر اوپر کی جماعتوں میں ہر جملے کی لفظی ترکیبوں کے درمیان مناسب فاصلے کی طرف توجہ کی جائے مثلاً یہ جملہ کہ:

"میں نے بازار میں ایک آدمی کو دیکھا۔"

اس جملے کی ترکیب یا بناوٹ خط کھینچے ہوئے ٹکڑے سے ظاہر ہے۔ اس لئے ہر ٹکڑا دوسرے ٹکڑے سے متبائن ہونا چاہیئے۔ تحریر کے اس طریقے میں حسنِ ترتیب کے علاوہ پڑھنے کے لئے ایک طرح کی سہولت ہے۔ پڑھنے کے دوران میں ہر ٹکڑا الگ الگ پڑھے جانے سے پڑھنے اور سننے والا بہت آسانی سے مطلب سمجھ سکتا ہے۔

۵۔ پیراگراف سلسلۂ مضمون میں جب کوئی بات عبارت میں پوری طرح واضح کی جاتی ہے، تو اس عبارت کو پیراگراف کہتے ہیں۔ پیراگراف سطر کی ایک انچ جگہ چھوڑ کر شروع کیا جائے اور جہاں ختم ہو سطر کی بقیہ جگہ چھوڑ کر دوسری سطر سے بدستور ایک انچ جگہ چھوڑ کر شروع کیا جائے۔

۶۔ نشانات (الف) وقفہ کا نشان چھوٹی سی آڑی لکیر (۔) کے ذریعے ہر فعل کے بعد دیا جائے۔

(ب) سوال کا نشان سوالیہ جملے کے آخر میں اس شکل (؟) کا ہونا چاہیئے۔ جس کا رخ داہنی طرف ہے۔ بعض اس کا رخ بائیں طرف رکھتے ہیں۔ اس طرح (?) انگریزی تحریر چونکہ بائیں طرف سے لکھی جاتی ہے اس لئے اس نشان کا رخ بائیں طرف ہوتا ہے۔ مگر اردو تحریر داہنی طرف سے ہوتی ہے اس لئے اس کا رخ داہنی طرف ہی ہونا چاہیئے۔

(ج) ذیلی نشان۔ اسے انگریزی میں 'کولن اینڈ ڈیش' کہتے ہیں۔ یہ نشان اوپر نیچے دو نقطے دے کر ان کے بیچ سے بائیں طرف وقفہ کی طرح ایک

آڑے خط سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اس طرح (:-)

سلسلۂ مضمون میں جب کسی بات کی وضاحت کرنی ہوتی ہے تو ذیلی نشان دے کر نیچے کی سطر سے (یا بعض وقت اسی سطر میں) تشریح کی جاتی ہے۔ کبھی کبھی دو نقطے نہیں بھی دیئے جاتے۔ صرف ایک آڑا خط (—) دے کر اس کے بعد ہی یا نیچے کی سطر میں وضاحت کی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں آڑا خط وقفے کے خط سے بڑا ہونا چاہئے تاکہ وقفہ نہ معلوم ہو۔ کبھی صرف اوپر نیچے دو نقطے دے کر ہی یہ نشان ظاہر کیا جاتا ہے (:)

(د) تعجب، افسوس، تحسین، ندا اور خطاب کے لئے نشان۔ جب کسی جملے سے تعجب، افسوس یا تحسین ظاہر ہو تو اس کے بعد ایک کھڑی لکیر الف کی طرح دے کر اس کے نیچے ایک نقطہ دیا جاتا ہے (!) مثلاً:-

(۱) تعجب کا جملہ۔ آپ بھی عجیب آدمی ہیں!

(۲) افسوس کا جملہ۔ افسوس! آپ نہیں آئے!

(۳) تحسین۔ شاباش! تم نے بہادری کا کام کیا۔

(۴) ندا۔ لوگو! میری بات سنو۔

(۵) خطاب۔ پیارے دوست! شاید تم مجھے بھول گئے۔

(۶) تمنّا۔ کاش میں آپ کے پاس ہوتا!

(ﮦ) کلامی نشان۔ جب کسی کا کلام اسی کے الفاظ میں استعمال کیا جاتا ہے تو واوین (دو واؤ) کے نشان سے شروع اور دو الٹے واو پر ختم کیا جاتا ہے۔ مثلاً رشید نے کہا "ابا جان! مجھے ایک آنے کی ضرورت ہے"

۷۔ **عنوان** جس موضوع پر مضمون ہو اس کا عنوان صفحہ کی پیشانی پر بیچوں بیچ لکھا جائے۔ مگر یہ یاد رہے کہ صفحہ کی پیشانی کم سے کم ½ انچ ضرور چھوڑی جائے۔

۸۔ **تحتی سرخیاں** اس سے مراد مضمون کے وہ حصے ہیں جن کا بیان مضمون میں کیا گیا ہے۔ ہر مضمون پر لکھنے والا اپنی طبیعت واستعداد ونظر کے مطابق خیالات ظاہر کرتا ہے۔ جو کچھ خیالات ہوتے ہیں ان سب کو ترتیب دے کر چند حصوں میں بیان کر دیتا ہے اور ہر حصے کا نمایاں لفظ نئی سطریں یا تو موٹے قلم سے لکھ کر ظاہر کرتا ہے یا معمولی قلم سے لکھ کر اس کے نیچے خط یا ارد گرد مربع یا مستطیل سا بنا دیتا ہے۔ مثلاً گھوڑے پر مضمون لکھنے میں غور و فکر کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ اس میں مندرجہ ذیل باتیں بیان کی جائیں:-

(۱) سواری کے جانور کون کون سے ہیں؟ (بطور تمہید)
(۲) گھوڑے کی شکل وصورت۔
(۳) گھوڑے اور گدھے میں فرق۔
(۴) گھوڑے کا رنگ۔
(۵) خوراک۔
(۶) بعض عادتیں۔
(۷) فائدے۔

اس طرح گویا مضمون کے سات حصے ہوئے۔ اب ہر حصہ کو لے کر شروع

سطر میں پہلے سرخی لکھی جائے گی پھر عبارت۔ جب عبارت ختم ہو جائے گی تو دوسرا حصہ لکھنے کے لئے نئی سطر میں سرخی نمبر ۲ کے الفاظ لکھے جائیں گے۔ علی ہذالقیاس۔

مضمون میں اس طرح تحتی سرخیاں لکھ دینے سے پڑھنے والا ایک نظر یہ جان لیتا ہے کہ مضمون نگار نے کون کون سی باتیں اس مضمون میں لکھی ہیں۔

۹۔ مقامات مذکورہ امور کے علاوہ چند اور متفرق چیزیں ہیں جن کا تعلق خط درخواست اور کاروباری خطوط سے ہے۔ مثلاً خط میں مندرجہ ذیل امور:۔

(۱) پیشانی پر تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر داہنی طرف پتہ اور اس کے نیچے تاریخ لکھنا۔

(۲) خطاب کی جگہ۔ اس کے نیچے کی سطر پر بیچ میں یا کچھ داہنی طرف۔

(۳) سلام کی جگہ۔ خطاب کے بعد کچھ جگہ چھوڑ کر یا اس کے نیچے کی سطر میں۔

(۴) مضمون کی جگہ۔ پہلی سطر میں تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر یا سلام کے بعد وقفہ دے کر (بشرطیکہ سلام خطاب سے نیچے کی سطر میں لکھا گیا ہو۔)

(۵) خط کے خاتمہ پر بائیں طرف ایک گوشہ میں درجہ کے مطابق کوئی لفظ لکھ کر اس کے نیچے اپنا نام۔

۲۔ نفسِ مضمون (خیالات)

اس سے مراد وہ خیالات ہیں جن کا اظہار کیا گیا ہو۔ اس میں نیچے لکھی

ہوئی باتیں دیکھی جاتی ہیں۔

(۱) تمہید گو ہر مضمون میں تمہید ضروری نہیں۔ مگر اس سے مضمون میں وضاحت اور دلکشی پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً ریل پر اصل مضمون لکھنے سے پہلے چند جملے ذرائع سفر اور سواریوں پر لکھ کر نفس مضمون کی طرف گریز کیا جائے تو پڑھنے والا موضوع کی اہمیت کا تصور کر کے اس کے پڑھنے کی خواہش کرے گا۔

ابتدائی جماعتوں کے بچوں کی ذہنی و تخیلی استعداد ایسی نہیں ہوتی کہ وہ موزوں اور مناسب تمہید اٹھا کر نفس مضمون کی طرف گریز کر سکیں۔ اس لئے ابتدا میں اس پر زور دینے کی ضرورت نہیں۔ البتہ مشق و عادت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ مثلاً گیہوں پر مضمون لکھانے میں تمہید کے لئے مندرجہ ذیل سوالات کئے جا سکتے ہیں۔ جن کے جوابی جملے تمہید ہوں گے :۔

(۱) اناج کتنی طرح کے ہیں؟ (اناج کئی طرح کے ہیں۔)

(۲) کون کون سے؟ (چاول، گیہوں، جو، جوار، باجرہ، چنا وغیرہ)

(۳) ان میں سے ہم کس کس اناج کی روٹی کھاتے ہیں؟

(ان میں سے ہم گیہوں، جو، جوار اور باجرے کی روٹی کھاتے ہیں۔)

(۴) سب سے اچھی روٹی کس اناج کی ہوتی ہے؟

(سب سے اچھی روٹی گیہوں کی ہوتی ہے۔)

(۲) خیالات یہ مضمون کا ایک مرکزی عنصر ہے۔ اس سے متعلق مندرجہ ذیل امور دیکھے جاتے ہیں :۔

(الف) آیا خیالات سطحی ہیں یا کچھ تخیلی اور تمثیلی بھی ہیں۔

(ب) آیا سب خیالات صحت پر مبنی ہیں؟ کہیں کوئی خیال غیر معقول تو نہیں۔

(ج) مضمون نگار اصل موضوع سے ہٹ کر غیر متعلق خیالات میں تو نہیں الجھ گیا۔

(د) جس موضوع پر مضمون ہے اس کے کتنے پہلوؤں پر مضمون نگار کی نگاہیں پہنچی ہیں۔

(ہ) خیالات کے سلسلے کی کڑیاں کہیں ٹوٹ تو نہیں گئی ہیں۔ یعنی لکھنے والے نے بے ترتیبی تو نہیں برتی ہے کہ پہلے سر کا بیان کرکے پاؤں کا ذکر کیا۔ پھر آنکھ اور پیشانی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

(و) ایک ہی خیال کو بے ضرورت دہرایا تو نہیں گیا۔

(۳) مقدار مضمون اور خیالات کی مقدار کا تعلق مضمون نگار کی عمر، علمی استعداد، معلومات اور حافظے سے ہے۔ "سورج" پر مضمون تیسری جماعت کا ایک بچہ بھی لکھ سکتا ہے اور ہائی اسکول کی اعلیٰ جماعت کا ایک طالب علم بھی۔ مگر دونوں کی معلومات و خیالات کی نوعیت و مقدار مساوی نہیں ہوتیں اور نہ ہو سکتی ہیں۔

موضوع مضمون سے مناسب تمثیل اور دل نشین کہانی یا تاریخی قصہ اور واقعہ پیش کرنے سے بھی مضمون کی مقدار میں اضافہ کے علاوہ متانت، اثر اندازی اور دلآویزی پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ زبان و بیان

یہ بھی مضمون کا ایک ضروری عنصر ہے۔ یہ ممکن ہے کہ ایک مضمون خوش خط ہو، اس میں تحریر کی باقاعدگی بھی ہو، نفسِ مضمون بھی صحیح ہو، خیالات و معلومات بھی ایک حد تک موجود ہوں اور مقدار بھی کافی ہو، مگر زبان و محاورے کے لحاظ سے اس میں غلطیاں ہوں اور بیان بے ترتیب، بے ربط، غیر متناسب و ناموزوں ہو۔

زبان کے سلسلے میں یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ ہر مہذب قوم کی زبان دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ زبان جو روزمرّہ کی گفتگو اور لین دین میں بے تکلف بولی جاتی ہے۔ اس میں عام طور پر سیدھے سادے لفظ اور محاورے ہوتے ہیں۔ تکلف، رنگینی اور ادبی استعداد کی نمائش کا اس میں کہیں نشان نہیں ہوتا۔

دوسری طرح کی وہ زبان ہے جس میں الفاظ اور اس کی ترکیبوں میں برجستگی، بانکپن اور دلکشی کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ایسی زبان ادبی کتابوں اور ادبی رسالوں کی ہوتی ہے۔ اختصار کے لئے پہلی قسم کی زبان کو روزمرّہ اور دوسری قسم کو "کتابی زبان" کہہ لیجئے۔

پرائمری کی اعلیٰ جماعتوں میں پہلی قسم کی زبان سکھا کر بچوں کو دوسری قسم کی زبان و ادب کے لئے تیار کرنا ہے۔

زبان و بیان کی صحت کا تعلق جملوں کی بناوٹ اور تسلسل پر ہے۔ اس لئے

ان سے متعلق ذیل میں چند مختصر باتیں لکھی جاتی ہیں :۔

(۱) بچے جو الفاظ استعمال کریں موقع کے لحاظ سے موزوں اور مناسب ہوں ۔ اس کی مشق کے لئے درسی کتاب میں ہر سبق کی جانچ کے سلسلہ میں کئی سوالات اس مقصد کی تکمیل کے لئے ہیں ۔ مثلاً :

(الف) خالی جگہ میں دیئے ہوئے لفظ چن کر بھرنا ۔

(ب) خالی جگہ میں اپنے حافظے سے سوچ کر مناسب لفظ رکھنا ۔

(۲) زبان کے قواعد کے اعتبار سے عام طور پر جو غلطیاں اکثر ہوتی ہیں ان کی مشق کرانا ۔ نمونہ کے لئے چند مشقیں یہاں دی جاتی ہیں :۔

(ا) ضمائر :۔

(ا) وہ لڑکا کتاب پڑھتا ہے ۔

(ب) وہ لڑکے کتاب پڑھتے ہیں ۔

(ج) تم کتاب پڑھتے ہو ۔

(د) آپ کتاب پڑھتے ہیں ۔

(ہ) میں کتاب پڑھتا ہوں ۔

(و) ہم کتاب پڑھتے ہیں ۔ وغیرہ

اس سلسلے میں تذکیر و تانیث بھی لئے جائیں ۔ طریقہ یہ ہو کہ نمونے کا ایک جملہ دے کر لڑکوں سے کہا جائے کہ اس نمونے کے دو یا چار یا پانچ جملے بناؤ اور لکھو ۔

ایک وقت میں ایک ہی جملہ دیا جائے ۔

(۲) 'نے' کا استعمال ۔ نیچے کیا، بڑے بڑے لڑکے، اور وہ بھی اعلیٰ جماعتوں کے اس کے استعمال میں اکثر غلطیاں کر جاتے ہیں۔ جس کا سبب یہی ہے کہ ابتدا ہی میں اس کے صحیح استعمال کی مشق نہیں کرائی جاتی ۔ ذیل میں نمونے کے طور پر چند جملے اس سے متعلق دیئے جاتے ہیں ۔ ہر جملہ نمونے کے طور پر ہے ۔ بچوں سے اس نمونہ پر کئی کئی جملے لکھائے جائیں:۔

(۱) رشید نے خط لکھا ۔

(۲) لڑکوں نے خط لکھا ۔

(۳) جمیلہ نے خط لکھا ۔

(۴) لڑکیوں نے خط لکھا ۔

(۵) رشید نے چیٹھی لکھی ۔

(۶) لڑکوں نے چیٹھی لکھی ۔

(۷) جمیلہ نے چیٹھی لکھی ۔

(۸) لڑکیوں نے چیٹھی لکھی ۔

(۹) رشید نے بہت سے آم کھائے ۔

(۱۰) لڑکوں نے بہت سے آم کھائے ۔

(۱۱) جمیلہ نے بہت سے آم کھائے ۔

(۱۲) لڑکیوں نے بہت سے آم کھائے ۔

(۱۳) رشید نے کتابیں لیں ۔

(۱۴) لڑکوں نے کتابیں لیں ۔

(۱۵) جمیلہ نے کتابیں لیں ۔

(۱۶) لڑکیوں نے کتابیں لیں ۔

ایک نمونے کی مشق کئی کئی دن تک ہوتی رہے ۔ عجلت نہ کی جائے ورنہ بچوں کا ذہن پریشان ہو جائے گا اور پلّے کچھ نہ پڑے گا مشق اور بار بار ایسے جملے بنانے اور لکھنے سے صحیح جملے خود ہی ذہن اور حافظہ کی مدد سے زبان پر چڑھ جائیں گے ۔

گنتی کے چند مصادر متعدّی جو اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں ان میں زیادہ مستعمل مصدر "لانا" ہے ۔ جب اوپر کی مختلف شکلوں کی مشقیں ہو چکیں تب 'لانا' سے بنے ہوئے فعل ماضی کے جملوں کی مشق کرائی جائے ۔ اس تحت میں آٹھ جملے ہوں گے :-

(۱) رشید خط لایا ۔

(۲) لڑکے خط لائے ۔

(۳) جمیلہ خط لائی ۔

(۴) لڑکیاں خط لائیں ۔

(۵) رشید کتابیں لایا ۔

(۶) لڑکے کتابیں لائے ۔

(۷) جمیلہ کتابیں لائی ۔

(۸) لڑکیاں کتابیں لائیں ۔

(۳) خالی جگہ بھرو :۔

اس میں کبھی تو فاعل کی جگہ چھوڑ دی جائے، کبھی مفعول کی اور کبھی فعل کی :

(۱) .... سبق پڑھایا ۔

(۲) ہم نے ...... پہنا۔

(۳) مالی نے پھول ...... ۔

(۴) رشید نے ...... حساب کیا۔

(۵) لڑکی نے ایک آم ..... ۔

(۶) تم نے چار آم ..... ۔

(۷) ماسٹر صاحب ...... لائے ۔

(۸) رشید بازار سے کتاب ..... ۔

(۹) درزی ...... لایا۔

(۱۰) ...... اپنی کاپیاں لائے ۔

(۴) صحیح یا غلط لکھو۔ چند جملے دیئے جائیں ، جن میں کچھ صحیح ہوں اور کچھ غلط۔ پھر لڑکوں سے کہا جائے کہ وہ غلط جملوں کے سامنے ضرب کا نشان (×) دے دیں ۔

(۱) حمیدہ نے چھینٹ کا کرتہ پہنی ۔

(۲) اماں نے ایک نارنگی دیں ۔

(۳) تم نے مدرسے جانا ہے ۔

(۴) لڑکا اپنی کتابیں مانگا۔

(۵) میں نے یہ قلم بازار سے لایا۔

(۵) درست کرو۔ غلط جملے دے کر جس جگہ غلطی ہو وہاں خط کھینچ دیا جائے اور بچوں سے کہا جائے کہ جہاں ہم نے خط کھینچا ہے وہیں غلطی ہے، سوچ کر اس جگہ کے لئے صحیح لفظ لکھو:۔

(۱) مالی نے پودے لگایا۔

(۲) آج اس نے یہاں آنا ہے۔

(۳) آج میں نے اپنا قلم نہیں لایا۔

(۴) تم نے بہت سے آم کھایا۔

(۶) مناسب لفظ چن کر لکھو۔ اس میں ایک جملہ دیا جاتا ہے جس میں ایک لفظ کی جگہ خالی چھوڑ دی جاتی ہے، اور سامنے الگ کئی الفاظ لکھ دیئے جاتے ہیں۔ بچوں سے کہا جاتا ہے کہ ان میں سے جو لفظ خالی جگہ میں ٹھیک آسکتا ہو، چن کر لکھ دیں۔ مثلاً:۔

(۱) مالی نے پودے ..... (بنایا، کاٹا، لگائے۔ پانی دیا)

(۲) تم نے یہ قلم کہاں .....؟ (دو، رکھو، پایا، لے گئے)

(۷) 'جو' کا جوڑ جملے میں 'وہ' ہوتا ہے۔ اس کے جملے کا نمونہ دے کر مشق کرائی جائے:۔

جو محنت کرتا ہے، وہ پھل پاتا ہے۔

(۸) 'اگر' کا جوڑ جملے میں 'تو' ہوتا ہے۔ نمونے کے ذریعہ اس کی بھی مشق

کرائی جائے ۔ مثلاً
اگر بارش ہو گی تو زمین گیلی ہو گی ۔

(۹) 'جب تک، کا جوڑ 'تب تک' ہے ۔ موقع و محل پر اس کے جملے کا نمونہ بھی دے کر مشق کرانی چاہیئے ۔
جب تک محنت نہ کرو گے، تب تک کچھ نہیں ملے گا ۔

(۱۰) ابتدا میں کسی موضوع پر بات چیت کر کے ہر ایک جملہ کے خاص خاص لفظ تختۂ سیاہ پر لکھ دیئے جائیں ۔ مثلاً فرض کرو بچوں سے یہ مضمون لکھانا :-

کل زور کی بارش ہوئی ۔
سڑکوں پر پانی ہی پانی تھا ۔
آمد و رفت مشکل ہو رہی تھی ۔
اس لئے میں مدرسہ نہ آسکا ۔

بات چیت کے ذریعے یہ جملے اخذ کرا کے تختۂ سیاہ پر چاروں جملوں کے لئے چار سطریں اس طرح لکھی جائیں :-

کل ۔ بارش
سڑک ۔ پانی
آمد و رفت
اس لئے

بچے ان چاروں کو دیکھ کر ہر ایک سے بآسانی باترتیب جملہ بنا کر لکھ

سکیں گے۔ اس طرح بچوں میں ترتیبِ خیالات وترتیبِ جملات کا ہنر پیدا ہوسکتا ہے۔

اوپر جتنی چیزوں کی مشق کے لیے مشورہ دیا گیا ہے۔ یہ سب چیزیں درسی سلسلہ کی ہر ایک کتاب میں موقع ومحل پر جانچ کے تحت موجود ہیں۔ استاد کو ان موقعوں پر اشارہ سمجھ لینا چاہیے اور انہی باتوں کی مشق وہاں کرانی چاہیے۔

مضمون نگاری سکھانے کا موضوع اس قدر وسیع ہے کہ اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں، اور نہ یہ وقت اور موقع ہے کہ زیادہ تفصیل دے کر ہم مدرسین کو الجھائیں۔ لہٰذا ذیل میں دو مختصر اشارات پر ہم اس کو ختم کرتے ہیں۔

تصویر دیکھ کر مضمون لکھنا

جب لڑکے کسی چیز کو دیکھ کر دو دو چار چار جملوں میں مضمون لکھنے لگیں، تب بتدریج مقدارِ مضمون بڑھانے کی تدبیر عمل میں لائی جائے۔ اور کوئی مناسب اور دلکش تصویر دکھاکر اس پر مضمون لکھایا جائے۔

فرض کیجئے ایک تصویر ہے، جس میں ایک چرواہا لکڑی لیے کھڑا ہے۔ بھیڑیں اور بکریاں چر رہی ہیں، دور آم کا درخت ہے، جس کے نیچے ایک آدمی بیٹھا ہے۔

تیاری۔ ہر لڑکے کے پاس لکھنے کا ضروری سامان پہلے ہی سے موجود ہو:-

(الف) مضمون کی کاپی۔

(ب) قلم یا ہولڈر جس میں پیتل کی ریلیف نب ہو۔

(ج) عنوان کے لئے موٹا قلم یا موٹے قط کی نب جو بازاروں میں ملتی ہے۔

اشارات

۱۔ استاد شوق انگیز گفتگو کے ذریعے لڑکوں میں مضمون لکھنے کا میلان پیدا کریں۔

۲۔ تصویر دکھا کر کہیں کہ اس تصویر کا بیان لکھنا ہے۔

۳۔ تصویر پر بچوں سے گفتگو کریں۔ اور بذریعہ سوالات پورے پورے جملے ان کی زبان سے نکلوائیں اور حسب ضرورت اصلاح کریں۔

(۱) یہ کیا ہے؟ (یہ تصویر ہے)

(۲) غور سے دیکھ کر بتاؤ، یہ کہاں کی تصویر ہے؟ (یہ جنگل کی تصویر ہے۔)

(۳) (بھیڑوں اور بکریوں کی طرف اشارہ کر کے) اس میں یہ کیا ہیں؟ (اس میں بھیڑیں اور بکریاں ہیں۔)

(۴) یہ کیا کر رہی ہیں؟ (یہ چر رہی ہیں۔)

(۵) یہ کیا چر رہی ہیں؟ (ہری ہری گھاس چر رہی ہیں۔)

(۶) ان کے پاس کون کھڑا ہے؟ (ان کے پاس چرواہا ہے۔)

(۷) اس کے سر پر کیا ہے؟ (اس کے سر پر پگڑی ہے۔)

(۸) اور بدن پر کیا پہنے ہوئے ہے؟ (بدن پر کرتا اور شلوار پہنے

ہوئے ہے ۔)

(۹) اس کے ہاتھ میں کیا ہے؟ (اس کے ہاتھ میں لکڑی ہے ۔)

(۱۰) اس نے یہ لکڑی کیوں رکھی ہے؟ (اس سے وہ جانوروں کو ہانکتا ہے ۔)

(۱۱) اور کچھ نظر آرہا ہے؟ (جی ہاں)

(۱۲) کیا؟ (ایک درخت ہے)

(۱۳) دور ہے یا نزدیک؟ (دور ہے)

(۱۴) ہاں دور کیا دکھائی دیتا ہے؟ (دور ایک درخت دکھائی دیتا ہے ۔)

(۱۵) وہ کون سا درخت ہے؟ (وہ آم کا درخت ہے ۔)

(۱۶) اس کے نیچے کون بیٹھا ہے؟ (اس کے نیچے ایک آدمی بیٹھا ہے ۔)

۴۔ جب تصویر پر بات چیت ختم ہو جائے، تب لڑکوں سے پوچھے کہ اب بتاؤ اس کی سرخی کیا لکھنی چاہئے؟ لڑکے مختلف الفاظ تجویز کریں گے ۔ اگر ان میں کوئی موزوں نہ ہو تو خود تجویز کریں اور رائے کے طور پر پیش کریں اور خود تختۂ سیاہ پر پیشانی کی تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر بیچ سطر میں لکھ دیں ۔

۵۔ پھر چند سوالات کے ذریعہ وہ نمایاں الفاظ ترتیب دکھانے کے لئے لکھ دیں جن پر کچھ لکھنا ہے ۔

(۱) یہ کہاں کی تصویر ہے؟ (یہ جنگل کی تصویر ہے ۔)

ہم تمھاری یاد کے لئے ایک لفظ لکھ دیتے ہیں۔ تصویر

(۲) پہلے کس چیز کا بیان کرو گے؟ (گائے کا) گائے

(۳) اس کے بعد کس کا؟ (چرواہے کا) چرواہا

(۴) اس کے بعد کس چیز کا؟ (درخت کا) درخت

۶۔ تختۂ سیاہ پر ایک کے نیچے ایک چاروں الفاظ رہنمائی کے لئے موجود ہو گئے۔

۷۔ اب استاد بچوں سے کہیں کہ صفحہ کا چوتھائی حصہ ہمیشہ موڑ کر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اسے حاشیہ کہتے ہیں۔ کاپی سائز کا غذ کا ایک ٹکڑا لے کر چوتھائی حصہ دکھائیں اور موڑ دیں اور بچوں سے کہیں کہ وہ بھی اسی طرح چوتھائی حصہ اپنی کاپی کے ورق کا موڑ دیں۔ جماعت میں گشت کر کے صحیح عمل کی جانچ کریں اور حسب ضرورت اصلاح دیں۔

۸۔ پھر ہدایت دیں کہ داہنے صفحہ پر نہ لکھیں صرف بائیں صفحہ پر لکھیں۔ صفحہ لکھتے لکھتے جب ختم ہو جائے تو الٹا کر پھر بائیں صفحہ ہی پر لکھیں۔

۹۔ پھر سرخی لکھائیں اور ہدایت کر دیں کہ پیشانی پر جو سرخ خط ہے وہ اس لئے ہے کہ اتنی جگہ چھوڑ دی جائے۔ لہٰذا ہمیشہ تم کو اس سرخ خط سے نیچے ہی لکھنا چاہئے۔ سرخ سطر کے بیچوں بیچ موٹے قلم سے لکھو جیسا کہ ہم نے تختۂ سیاہ پر لکھا ہے۔ (جماعت میں گشت کر کے جانچ اور اصلاح کی جائے۔)

۱۰۔ جب اتنا کام ہو چکے تب بچوں سے کہا جائے کہ مضمون لکھنا شروع

کریں، چار باتیں ہیں ۔ چار پیراگراف میں تم کو لکھنا چاہئے ۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ تم سب ایک ساتھ یہ کام شروع کرو ۔ اس کے لئے ہمارے حکم کے مطابق کام کرو :-

(۱) تیار ۔ (اس حکم پر لڑکے قلم سنبھال لیں)

(۲) شروع ۔ (اس حکم کے ملتے ہی مضمون لکھنا شروع کر دیں ۔)

۱۱۔ "شروع" کا حکم دے کر گھڑی میں وقت دیکھ لیا جائے ۔ ۲۰ منٹ ہونے پر "بس" کا حکم دیا جائے ۔ جس پر سب لڑکے لکھائی بند کر دیں ۔

۱۲۔ لڑکوں سے کاپیاں لے لی جائیں ۔

۱۳۔ ہر لڑکے کا لکھا ہوا مضمون استاد دیکھیں اور حسب ذیل امور مدِ نظر رکھیں :-

(۱) ظاہری اوصاف :-

(ا) عنوان : صفحہ کے بیچوں بیچ ٹھیک جگہ ۔ ۵ نمبر

(ب) پیراگراف : سطر کی تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر ابتدا کرنا ۔ ۵ نمبر

(ج) سطر : آیا سطریں سیدھی ہیں ؟ ۵ نمبر

(د) لفظ : لفظوں میں مناسب فاصلہ ہے یا بے ترتیب رکھے گئے ہیں ۵ نمبر

(ہ) وقفہ : مناسب جگہ ۔ ۵ نمبر

(و) خوش خطی : الفاظ اور حروف کی صحیح بناوٹ ۵ نمبر

(۲) معنوی اوصاف :-

(ا) عنوان کی پابندی کی گئی ہے یا غیر متعلق باتیں بھی لکھ دی گئی ہیں ۔

(ب) خیالات اور جملوں کی ترتیب : یعنی لڑکے نے خیالات کے لحاظ سے جملے ترتیب وار لکھے ہیں یا نہیں ؟ ۲۰ نمبر

(ج) زبان : زبان اور محاورے کے اعتبار سے کہاں کہاں اور کتنی غلطیاں ہیں ؟ ۳۰ نمبر

(د) کیا مضمون جملہ ضروری خیالات پر حاوی ہے ؟ (مقدار) ۱۵ نمبر

(ہ) املا کے لحاظ سے کون کون سے الفاظ غلط ہیں ؟

(و) کسی خیال اور کسی جملہ کی تکرار تو نہیں ہے ۔

۱۳۔ مذکورۂ بالا امور پیش نظر رکھ کر ہر مضمون دیکھا جائے اور اصلاح کی جائے۔

۱۴۔ ظاہری و معنوی اوصاف جو اوپر مذکور ہیں ان کے ساتھ نمبروں کی تقسیم بلحاظ اہمیت مقرر کر دی گئی ہے ۔ ان میں سے (۱)، (ہ) اور (و) کے ساتھ نمبر اس لئے نہیں ہیں کہ یہ منفی حیثیت میں ہیں ۔ ۲ (۱) کی رو سے غیر متعلق باتیں اگر لکھی ہیں تو (د) کے ۱۵ نمبر میں سے مناسب نمبر کاٹے جائیں گے اور (ہ) یعنی املا کے لحاظ سے اگر الفاظ غلط ہیں تو (۱)، (و) کے ۱۰ نمبروں میں سے مناسب نمبر کاٹے جائیں گے (ایک غلطی کے لئے ایک نمبر) اور (د) یعنی خیالات اور جملوں کی تکرار ہے تو (۲) (ب) کے ۲۰ نمبروں میں سے ہر ایک تکرار پر ایک نمبر کاٹا جائے گا ۔

۱۵ ۔ ۱۰۰ نمبر اس لئے رکھے گئے ہیں کہ ممتحن یا استاد کو تقسیم کرنے یا دینے میں آسانی ہو۔ نمبر دینے کے بعد تناسب کے لحاظ سے کمی کی جا سکتی ہے ۔

مثلاً اگر ۱۰ نمبر ہوں تو حاصل کردہ نمبروں کا ۱/۲ کر لیا جائے۔

۱۶۔ جب استاد مضمون کی اصلاح کر چکیں تب دوسرے دن یہی مضمون دوبارہ صاف اور صحیح لکھنے کا حکم دیں۔

۱۷۔ ایک مضمون سے متعلق اتنا کام ہو چکے تب دوسرا مضمون لکھایا جائے۔

تصویری مضمون کے بعد حافظہ سے مضمون لکھانا شروع کرایا جائے۔

مثلاً:۔ (۱) کل تم نے صبح سے شام تک کیا کیا؟

(۲) سر سید احمد کے لڑکپن کا قصہ (درسی کتاب میں سے)

(۳) معصوم فاطمہ کو شہید کیوں کہتے ہیں (درسی کتاب کا سبق ہے) وغیرہ

خط نویسی

۱۔ استاد شوق انگیز گفتگو کے ذریعے لڑکوں میں خط نویسی سیکھنے کی امنگ پیدا کریں۔

۲۔ نمونہ کا خط بچوں کو دکھائیں جو کاغذ کے ایک بڑے تختے پر ہو اور جس میں خط نویسی کے ضروری قواعد کی پابندی کی گئی ہو:۔

مقام اور تاریخ، جگہ، خطاب، سلام، مضمون کی ابتدا اور کا خاتمہ۔

مناسب جگہ پر خط لکھنے والے کا نام۔

۳۔ نمونہ پیش کر کے بچوں سے پڑھائیں اور مندرجۂ ذیل سوالات کریں۔

(۱) یہ خط کہاں سے آیا ہے؟

(۲) کس تاریخ کو لکھا گیا ہے ؟
(۳) کس کو لکھا گیا ہے ؟ (آبا جان کو لکھا گیا ہے)
(۴) سلام کس طرح لکھا ہے ؟
(۵) کس جگہ لکھا ہے ؟
(۶) اس میں کون سی بات لکھی ہے ؟
(۷) مطلب کی بات کس جگہ سے شروع کی گئی ہے ؟
(۸) یہ خط کس نے لکھا ہے ؟
(۹) اپنا نام کہاں لکھا ہے ؟

۴۔ اس کے بعد بچوں سے کہا جائے کہ تم بھی اپنے آبا کو اسی طرح کا ایک خط لکھو اور اس میں یہ باتیں لکھو :۔
(۱) تم کس جماعت میں پڑھتے ہو ؟
(۲) تم کو یہاں کون کون سے مضمون سکھائے جاتے ہیں ؟
(۳) دستکاری میں تم نے کون کون سی چیزیں بنائی ہیں ؟
(۴) تم کو کون سی چیز بنانے کا شوق ہے ؟
(۵) اور اس کے بنانے میں کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ؟

۵۔ مذکورہ سوالات تختۂ سیاہ پر لکھ دیئے جائیں اور بچوں سے کہا جائے کہ انھی باتوں کا جواب اپنے خط میں لکھیں۔ نمبر لکھنے کی ضرورت نہیں۔

۶۔ نمونہ کا خط سامنے لٹکا دیا جائے۔

۷۔ پھر ایک ساتھ کام شروع کرانے کے لیئے پچھلے مضمون کے نمبر ۹ کے

مطابق عمل کیا جائے۔

۸۔ مناسب وقت (کم سے کم ۲۰ منٹ) دینے کے بعد کاپیاں لے لی جائیں۔

۹۔ ہر لڑکے کا لکھا ہوا خط دیکھا جائے اور پچھلے اشارات کے نمبر ۱۲ کے مطابق اس میں بھی سب لوازم پر نظر کی جائے۔

مگر فرق صرف یہ ہو کہ خط میں عنوان کے ضمن میں چھ باتیں نہایت ضروری ہیں۔

(۱) پیشانی پر مناسب جگہ لکھنے والے کا پتہ (۲) اس کے نیچے تاریخ۔

(۳) خطابی الفاظ (۴) سلام

(۵) خاتمہ کے بعد نیچے کی سطر میں بائیں طرف درجہ کے مطابق کوئی لفظ مثلاً "آپ کا فرمانبردار"

(۶) اس لفظ کے نیچے خط لکھنے والے کا نام۔

خط نویسی میں ان لوازم کی اہمیت اتنی ہے کہ ان کے لئے ۲۰ فیصد نمبر مخصوص رہیں اور باقی دوسرے امور کے لئے تناسب کے لحاظ سے تقسیم کر دیئے جائیں۔

۱۰۔ اصلاح کے بعد لڑکوں سے دوبارہ یہی خط لکھایا جائے تاکہ قواعد خط نویسی اچھی طرح ذہن نشین ہوں اور غلطیاں رفع ہو جائیں۔

۱۱۔ بچوں کی رفتار ترقی کا اندازہ کرنے کے لئے ایک چارٹ کے ذریعہ یادداشت رکھی جائے تاکہ استاد جس بات میں بچوں کی کمزوری دیکھیں اسے رفع کرنے پر زور دے سکیں مضمون نگاری اور خط نویسی دونوں کے لئے علٰحدہ علٰحدہ چارٹ ہوں گے۔ چارٹ کاغذ کے بڑے تختے پر بنائے جائیں کیوں کہ اُس میں خانے زیادہ ہوں گے۔

مضمون نگاری کا چارٹ

جماعت چہارم

نام طالب علم	۵ جولائی ۱۹۸۶ء								۱۲ جولائی ۱۹۸۶ء
	میزان	زبان	ترتیب خیالات	خط و املا	تمہید	رموز و اوقاف	نظرثانی	عنوان	
عبدالرشید	۳۴	۱۰	۱۰	۲	۵	۲	۳	۲	
خالد	۴۷	۱۲	۱۲	۲	۴	۱	۲	۴	
دین محمد	۳۷	۱۱	۱۰	۵	۲	۴	۳	۲	
اسلم	۴۲	۱۳	۱۰	۷	۳	۲	۴	۳	

خط نویسی کا چارٹ

جماعت چہارم

نام طالب علم	۱۸ جولائی ۱۹۸۶ء								۲۵ جولائی ۱۹۸۶ء
	میزان	زبان	ترتیب خیالات	خط و املا	تمہید	رموز و اوقاف	نظرثانی	عنوان	

ایسے ہی چارٹ جماعت پنجم کے لئے ہوں گے

مطبوعات ایجوکیشنل بک ہاؤس — علی گڑھ

اقبالیات

کلیاتِ اقبال اردو	صدی ایڈیشن	۴۰/۰۰
دانشورِ اقبال	آل احمد سرور	۱۲۵/۰۰
اقبال معاصرین کی نظر میں	وقار عظیم	۵۰/۰۰
اقبال کی اردو نثر	ڈاکٹر عبادت بریلوی	۲۰/۰۰
اقبال شاعر و مفکر	پروفیسر نور الحسن نقوی	۸۵/۰۰
شکوہ جوابِ شکوہ مع شرح	علامہ اقبال	۴/۰۰
بانگِ درا (عکسی)	〃	۳۰/۰۰
بالِ جبریل (عکسی)	〃	۱۵/۰۰
ضربِ کلیم (عکسی)	〃	۱۵/۰۰
ارمغانِ حجاز اردو (عکسی)	〃	۷/۵۰

غالبیات

دیوانِ غالب	مقدمہ نور الحسن نقوی	۳۵/۰۰
غالب شخص اور شاعر	مختار گورکھپوری	۲۰/۰۰
غالب تقلید اور اجتہاد	پروفیسر خورشید الاسلام	۳۰/۰۰

سرسید

سرسید احمد خاں اور ان کا عہد	ثریا حسین	۲۰۰/۰۰
مطالعہ سرسید احمد خاں	عبد الحق	۳۵/۰۰
سرسید اور ان کے نامور رفقاء	سید عبد اللہ	۴۰/۰۰
انتخاب مضامین سرسید	آل احمد سرور	۱۲/۰۰
سرسید ایک تعارف	پروفیسر خلیق احمد نظامی	۴/۰۰
سرسید کی تعزیتی تحریریں	اصغر عباس	۲۰/۰۰

فیض

کلامِ فیض (عکسی)	فیض احمد فیض	۳۰/۰۰
نقشِ فریادی (عکسی)	〃	۷/۰۰
دستِ صبا (عکسی)	〃	۷/۵۰
زنداں نامہ (عکسی)	〃	۷/۵۰
دستِ تہِ سنگ (عکسی)	〃	۶/۰۰

لسانیات

مقدمہ تاریخ زبان اردو	ڈاکٹر مسعود حسین خاں	۴۰/۰۰
اردو زبان کی تاریخ	ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ	۲۰/۰۰
اردو کی لسانی تشکیل	ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ	۴۰/۰۰
اردو لسانیات	ڈاکٹر شوکت سبزواری	۲۵/۰۰

ادب و تنقید

فکرِ روشن	آل احمد سرور	۱۵۰/۰۰
کچھ خطبے کچھ مقالے	〃	(زیرِ طبع)
خواب باقی ہیں	〃	۱۵۰/۰۰
کتب خانہ	رضا علی عابدی	۱۰۰/۰۰
جرنیلی سڑک	〃	۱۰۰/۰۰
شیر دریا	〃	(زیرِ طبع)
فن تنقید اور تنقید نگاری	پروفیسر نور الحسن نقوی	۳۵/۰۰
اردو شاعری کا تنقیدی مطالعہ	سنبل نگار	۸۰/۰۰
نثری داستانوں کا سفر	ڈاکٹر صفیہ ابراہیم	۷۵/۰۰
انگریزی ادب کی مختصر تاریخ	ڈاکٹر محمد یسین	۷۵/۰۰
ابوالکلام آزاد کا اسلوب نگارش	عبد المغنی	۲۰/۰۰
اسلوبیاتی مطالعے	پروفیسر منظر عباس نقوی	۵۰/۰۰
جدید اردو نظم: نظریہ و عمل	عقیل احمد صدیقی	۹۰/۰۰
جدید افسانہ: اردو ہندی	طارق چھتاری	۱۰۰/۰۰
اردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل	ڈاکٹر صغیر افراہیم	۸۰/۰۰
کلاسیکی اردو شاعری کی تنقید	طارق سعید	۷۵/۰۰
اردو ادب میں طنز و مزاح	وزیر آغا	۳۵/۰۰
اردو ادب کی تاریخ	عظیم الحق جنیدی	۳۰/۰۰
اردو ناول کی تاریخ و تنقید	علی عباس حسینی	۴۰/۰۰
اردو ڈراما کی تاریخ و تنقید	عشرت رحمانی	۵۰/۰۰
دکنی ادب کی تاریخ	محی الدین قادری زور	۱۵/۰۰
اردو قصیدہ نگاری	مرتبہ ام ہانی اشرف	۳۰/۰۰
اردو مرثیہ نگاری	〃	۲۵/۰۰
ناول کا فن	مترجم ابوالکلام قاسمی	۲۰/۰۰
اردو مثنوی کا ارتقاء	عبد القادر سروری	۱۵/۰۰
اردو تنقید کا ارتقاء	عبادت بریلوی	۳۵/۰۰
فن افسانہ نگاری	وقار عظیم	۳۵/۰۰
نیا افسانہ	〃	۳۵/۰۰
داستان سے افسانے تک	〃	۴۰/۰۰
اردو کی تین مثنویاں	خان رشید	۲۰/۰۰
اردو کیسے پڑھائیں	سلیم عبد اللہ	۱۵/۰۰
آیئے اردو سیکھیں	ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ	۱۵/۰۰

ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ

۱۶۰

معیارِ ادب (نثر و نظم)	پروفیسر ثریا حسین	۱۵/۰۰
اردو شاعری	پروفیسر منظر عباس نقوی	۱۸/۰۰
اردو نثر و نظم	منظر عباس نقوی، عتیق احمد صدیقی	۱۵/۰۰
اُردو افسانے، انشائیے اور ڈرامے	محمد قاسم صدیقی	۱۵/۰۰
خاکے، انشائیے، ڈرامے اور افسانے	"	۳۰/۰۰
انتخاب اردو شاعری ۱۹۲۰ء تک	ڈاکٹر قیصر جہاں	۲۰/۰۰
انتخاب اردو شاعری ۱۹۲۰ء کے بعد	ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی	۱۰/۰۰
انتخاب اردو نثر ۱۸۵۰ء سے ۱۹۲۰ء تک	ڈاکٹر صبیح اللہ اشرفی	۲۰/۰۰
انتخاب اردو نثر ۱۹۲۰ء کے بعد	ڈاکٹر مسعود عالم	۱۵/۰۰
نثر اردو	ڈاکٹر نور الحسن نقوی	۱۸/۰۰
انتخابِ نثر و نظم	محمد قاسم صدیقی	۱۰/۰۰
ادبی نمونے (نثر و نظم)	ڈاکٹر نور الحسن نقوی	۱۵/۰۰
اردو نصاب حصہ اول،	ترتیب: ظہیر احمد صدیقی وغیرہ	۱۲/۰۰
اردو نصاب حصہ دوم	"	۱۵/۰۰
نقوشِ ادب (حصہ نظم و نثر)	مرتبہ شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی	۲۰/۰۰
خیابانِ ادب حصہ نثر	عظیم الحق جنیدی	۱۵/۰۰
خیابانِ ادب حصہ نظم	"	۱۰/۰۰
اوراقِ ادب (نثر)	مجلس تعلیم	۱۲/۰۰
اوراقِ ادب (نظم)	"	۶/۰۰
انتخاب نو (اول)	مرتبہ شعبۂ اردو دہلی یونیورسٹی	۱۰/۰۰
انتخاب نو (دوم)	"	۷/۵۰

نیا ادبی نصاب (نثر و نظم)	مرتبہ اطہر پرویز و جنیدی	۲۵/۰۰
آسان اردو	ڈاکٹر مسعود عالم	۱۰/۰۰
بنیادی اردو	ڈاکٹر عتیق احمد صدیقی	۵/۰۰
ابتدائی اردو نصاب	ابوالکلام قاسمی	۱۵/۰۰
جدید لازمی اردو نصاب	اسعد بدایونی	۱۰/۰۰
لازمی اردو نصاب	خالدہ ناہید	۸/۰۰
منظومات اردو	عشان الحق	۵/۰۰

دینیات

نصاب دینیات اول	اقبال حسن خاں	۱۸/۰۰
نصاب دینیات دوم	"	۲۴/۰۰
عقائد و عبادات	سید فرمان حسین	۱۰/۰۰
ہادیان دین	"	۱۵/۰۰

فارسی

نصاب فارسی	ڈاکٹر غلام سرور	۱۰/۰۰
سخن نو حصہ اول	"	۱۰/۰۰
گلہائے بہار	"	۳/۰۰
جدید کتاب فارسی حصہ اول	آفاق احمد عرفان	۶/۰۰
جدید کتاب فارسی حصہ دوم	"	۵/۰۰
جدید کتاب فارسی حصہ سوم	"	۷/۰۰

پروفیسر آل احمد سرور **دانشور اقبال** قیمت ——— ۱۲۵/۰۰	پروفیسر آل احمد سرور **فکر روشن** قیمت ——— ۱۵۰/۰۰	رضا علی عابدی **کتب خانہ** قیمت ——— ۱۰۰/۰۰
رضا علی عابدی **جرنیلی سڑک** قیمت ——— ۱۰۰/۰۰	ثریا حسین **سرسید احمد خاں اور انکا عہد** قیمت ——— ۲۰۰/۰۰	محمد یسین **انگریزی ادب کی مختصر تاریخ** قیمت ——— ۷۵/۰۰
عبد المغنی **ابوالکلام آزاد کا اسلوب نگارش** قیمت ——— ۵۰/۰۰	مرزا خلیل احمد بیگ **اُردو زبان کی تاریخ** قیمت ——— ۲۰۰/۰۰	سنبل نگار **اُردو شاعری کا تنقیدی مطالعہ** قیمت ——— ۸۰/۰۰
پروفیسر نور الحسن نقوی **فن تنقید اور تنقید نگاری** قیمت ——— ۳۵/۰۰	گوپی چند نارنگ **قاری اساس تنقید** مظہریت اور قاری کی واپسی ۱۵/۰۰	ڈاکٹر مسعود حسین خاں **مقدمہ تاریخ زبان اردو** قیمت ——— ۴۰/۰۰

ایجوکیشنل بُک ہاؤس مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ۔ ۲۰۲۰۰۲

4417

مطبوعات ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ

اقبالیات

کلیات اقبال	صدی ایڈیشن	۶۰/۰۰
دانشور اقبال	آل احمد سرور	۱۲۵/۰۰
اقبال معاصرین کی نظر میں	وقار عظیم	۵۰/۰۰
شکوہ جواب شکوہ مع شرح	علامہ اقبال	۵/۰۰
بانگ درا (عکسی)	علامہ اقبال	۳۰/۰۰
بال جبریل (عکسی)	علامہ اقبال	۱۵/۰۰
ضرب کلیم (عکسی)	علامہ اقبال	۱۵/۰
ارمغان حجاز اردو (عکسی)	علامہ اقبال	۱۰/۰۰

غالبیات

دیوان غالب	مقدمہ نورالحسن نقوی	۳۵/۰۰
غالب شخص اور شاعر	مجنوں گورکھپوری	۳۰/۰۰
غالب تقلید اور اجتہاد	پروفیسر خورشید الاسلام	۳۰/۰۰

سرسید

سرسید احمد خاں اور ان کا عہد	ثریا حسین	۲۰۰/۰۰
مطالعہ سرسید احمد خاں	عبدالحق	۳۵/۰۰
سرسید اور ان کے نامور رفقاء	سید عبداللہ	۴۰/۰۰
انتخاب مضامین سرسید	آل احمد سرور	۱۵/۰۰
سرسید ایک تعارف	پروفیسر خلیق احمد نظامی	۴/۰۰

فیضیات

کلام فیض (عکسی)	فیض احمد فیض	۳۰/۰۰
نقش فریادی (عکسی)	فیض احمد فیض	۷/۵۰
دست صبا (عکسی)	فیض احمد فیض	۱۰/۰۰
زنداں نامہ (عکسی)	فیض احمد فیض	۷/۵۰
دست تہ سنگ (عکسی)	فیض احمد فیض	۶/۰۰

لسانیات

مقدمہ تاریخ زبان اردو	ڈاکٹر مسعود حسین خاں	۵۰/۰۰
اردو زبان کی تاریخ	ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ	۱۰۰/۰۰
اردو کی لسانی تشکیل	ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ	۴۰/۰۰
اردو لسانیات	ڈاکٹر شوکت سبزواری	۲۵/۰۰

ادب و تنقید

متفرقات مسعود	ڈاکٹر مسعود حسین خاں	۱۰۰/۰۰
کچھ خطبے کچھ مقالے	آل احمد سرور	۱۵۰/۰۰
رشید احمد صدیقی کے خطوط	آل احمد سرور	۱۵۰/۰۰
فکر روشن	آل احمد سرور	۱۵۰/۰۰
کتب خانہ	رضا علی عابدی	۸۰/۰۰
جرنیلی سڑک	رضا علی عابدی	۱۰۰/۰۰
شیر دریا	رضا علی عابدی	۱۵۰/۰۰
فن تنقید اور تنقید نگاری	پروفیسر نورالحسن نقوی	۳۵/۰۰
اردو نثر کا تنقیدی مطالعہ	سنبل نگار	۷۰/۰۰
اردو شاعری کا تنقیدی مطالعہ	سنبل نگار	۵۰/۰۰
نیند کی کرچیں (مجموعہ کلام)	شہریار	۵۰/۰۰
نثری داستانوں کا سفر	ڈاکٹر صغیر افراہیم	۷۵/۰۰
انگریزی ادب کی مختصر تاریخ	محمد یٰسین	۷۵/۰۰
ابوالکلام آزاد کا اسلوب نگارش	عبدالمغنی	۵۰/۰۰
جدید اردو نظم: نظریہ و عمل	عقیل احمد صدیقی	۹۰/۰۰
جدید افسانہ: اردو ہندی	طارق چھتاری	۱۰۰/۰۰
اردو افسانہ ترقی پسند تحریک سے قبل	ڈاکٹر صغیر افراہیم	۸۰/۰۰
اردو ادب کی تاریخ	عظیم الحق جنیدی	۳۰/۰۰
اردو ادب میں طنز و مزاح	وزیر آغا	۳۵/۰۰
اردو ناول کی تاریخ و تنقید	علی عباس حسینی	۵۰/۰۰
اردو ڈراما کی تاریخ و تنقید	عشرت رحمانی	۵۰/۰۰
دکنی ادب کی تاریخ	محی الدین قادری زور	۱۸/۰۰
اردو قصیدہ نگاری	مرتبہ ام ہانی اشرف	۳۰/۰۰
اردو مرثیہ نگاری	مرتبہ ام ہانی اشرف	۲۵/۰۰
ناول کا فن	مترجم ابوالکلام قاسمی	۲۰/۰۰
اردو مثنوی کا ارتقا	عبدالقادر سروری	۲۰/۰
اردو تنقید کا ارتقا	عبادت بریلوی	۵۷/۰
فن افسانہ نگاری	وقار عظیم	۳۵/۰۰
نیا افسانہ	وقار عظیم	۳۵/۰
داستان سے افسانے تک	وقار عظیم	۳۰/۰
اردو کی تین مثنویاں	خان رشید	۲۰/۰۰
اردو کیسے پڑھائیں	سلیم عبداللہ	۱۸/۰
آئیے اردو سیکھیں	ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ	۱۵/۰
موازنۂ انیس و دبیر	مقدمہ ڈاکٹر فضل امام	۲۵/۰۰
مقدمۂ شعر و شاعری	مقدمہ ڈاکٹر وحید قریشی	۳۰/۰
امراؤ جان ادا	مقدمہ تمکین کاظمی	۲۵/۰
نمونۂ نظم حالی	مقدمہ ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی	۱۲/۰
مثنوی گلزار نسیم	مقدمہ ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی	۱۵/۰
مثنوی سحرالبیان	مقدمہ ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی	۱۵/۰۰
انارکلی	مقدمہ ڈاکٹر محمد حسن	۱۵/۰۰
قاری اساس تنقید	پروفیسر گوپی چند نارنگ	۱۵/۰۰
آج کا اردو ادب	ابواللیث صدیقی	۳۵/۰

سیاسیات

دنیا کی حکومتیں اور ان کا کانسٹی ٹیوشن	احمد شمس قدوائی	۹۰/۰۰
تاریخ افکار سیاسی [illegible]	[illegible]	۳۵/۰۰
اصول سیاسیات [illegible]	[illegible]	۹/۰۰
جمہوریہ ہند کا کانسٹی ٹیوشن آف انڈیا		۳۵/۰
مبادی سیاسیات (ایلیمنٹس آف پالیٹکس)		۳۵/۰۰

تعلیم

جدید تعلیمی مسائل	ڈاکٹر ضیاء الدین علوی	۳۰/۰۰
اصول تعلیم	ڈاکٹر ضیاء الدین علوی	۲۰/۰۰
علم سماجیات تصورات و نظریات	ڈاکٹر ضیاء الدین علوی	۱۲/۰۰
جدید علم سیاسیات	ریاست حسین	۲۵/۰
رہبر صحت	[illegible]	۲۰/۰
[illegible]	[illegible]	۲۵/۰
تعلیم [illegible] کے لیے	[illegible]	۳۰/۰۰
علم خانہ داری	[illegible]	۳۰/۰۰
گلدستۂ مضامین انشا پردازی	ڈاکٹر محمد عارف خاں	۲۵/۰۰
تفہیم البلاغت	وہاب اشرفی	۱۵/۰
اردو صرف	ڈاکٹر اعجاز اللہ	۱۲/۰
اردو نحو	ڈاکٹر اعجاز اللہ	۹/
اردو گلشن (ہندی کے ذریعہ اردو سیکھیے)		۷/۵۰
انگلش ٹرانسلیشن کمپوزیشن اینڈ گرامر	[illegible]	۲۵/۰۰

ناول اور افسانے

حضرت جان (ناول)	قاضی عبدالستار	۴۰/۰۰
صلاح الدین ایوبی (ناول)	قاضی عبدالستار	۳۰/۰۰
شب گزیدہ (ناول)	قاضی عبدالستار	۴۰/۰۰
چار ناولٹ	قرۃ العین حیدر	۵۰/۰۰
روشنی کی رفتار (افسانے)	قرۃ العین حیدر	۳۰/۰۰
راجندر سنگھ بیدی اور ان کے افسانے	مرتبہ ڈاکٹر اطہر پرویز	۳۵/۰۰
کرشن چندر اور ان کے افسانے	مرتبہ ڈاکٹر اطہر پرویز	۳۰/۰۰
ہمارے پسندیدہ افسانے	مرتبہ ڈاکٹر اطہر پرویز	۳۰/۰۰
اردو کے تیرہ افسانے	مرتبہ ڈاکٹر اطہر پرویز	۲۵/۰۰
منٹو کے نمائندہ افسانے	مرتبہ ڈاکٹر اطہر پرویز	۳۵/۰۰
ضدی (ناولٹ)	عصمت چغتائی	۱۵/۰۰
پریم چند کے نمائندہ افسانے	مرتبہ ڈاکٹر قمر رئیس	۲۵/۰
نمائندہ مختصر افسانے	مرتبہ محمد طاہر فاروقی	۱۵/۰۰

ایجوکیشنل بک ہاؤس، مسلم یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲